﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 13

جمعۃ المبارک 27/جنوری 2006ء

26/ذوالحجہ 1426 ہجری قمری ❁ 27/صلح 1385 ہجری شمسی

شمارہ 04

ہمدردیٔ اخوان

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے اللہ اس کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے۔ اور جو شخص کسی کی تکلیف اور بے چینی اِس دنیا میں دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف اور بے چینی اُس سے دور کردے گا۔

(بخاری کتا ب المظالم باب لا یظلم المسلم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مَیں یہ کہتا ہوں کہ اسلام کی برکات اور تاثیرات جیسے پہلے تھیں ویسے ہی اب بھی ہیں۔ وہ خدا اپنے تصرفات اب بھی دکھاتا ہے اور کلام کرتا ہے۔ مگر یہ اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ خاموش ہو گیا۔ وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔

افسوس ان پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف اور خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کی۔

اسلام زندہ مذہب اور ہماری کتاب زندہ کتاب اور ہمارا خدا زندہ خدا اور ہمارا رسول زندہ رسول، پھر اس کے برکات، انوار اور تاثیرات مُردہ کیونکر ہو سکتی ہیں؟

”اگر یہودی ﴿ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ﴾ کے مصداق ہو چکے ہیں اور نبوت اس خاندان سے منتقل ہو چکی ہے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ مسیح دوبارہ اسی خاندان سے آوے۔ اگر یہ تسلیم کیا جاوے گا تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ادنیٰ نبی مانا جاوے اور اس اُمّت کو بھی ادنیٰ اُمّت۔ حالانکہ یہ قرآن شریف کے منشاء کے صریح خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف نے تو صاف طور پر فرمایا ﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران:111)۔ پھر اس اُمّت کو خَیْرُ الْاُمّت کی بجائے شَرالْاُمّت کہو گے؟ اور اس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر حملہ ہوگا۔ مگر یقیناً یہ سب جھوٹ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اعلیٰ درجہ کی تھی اور ہے۔ اس لئے کہ وہ اب تک اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ اور تیرہ سو سال گزرنے کے بعد مطہّر اور مقدّس وجود پیدا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا انتقالِ نبوت سے یہی منشاء تھا کہ وہ اپنا فضل وکمال دکھانا چاہتا تھا جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ (الفاتحة:6) میں۔ یعنی اے اللہ! ہم پر وہ انعام واکرام کر جو پہلے نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین پر تو نے کئے ہیں ہم پر بھی کر۔ اگر خدا تعالیٰ یہ انعام واکرام کر ہی نہیں سکتا تھا اور ان کا دروازہ بند ہو چکا تھا تو پھر اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی؟ اسرائیلیوں پر تو یہ دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اگر یہاں بھی بند ہو گیا تو پھر کیا فائدہ؟ اور کس بات میں بنی اسرائیل پر اس اُمّت کو فخر ہوا؟ جو خود اندھا ہے وہ دوسرے اندھے پر کیا فخر کر سکتا ہے؟

اگر وحی، الہام، خوارق یہودیوں پر بند ہو چکے ہیں تو پھر یہ بتاؤ کہ یہ دروازہ کسی جگہ جا کر کھلا بھی یا نہیں؟ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ نہیں ہم پر بھی یہ دروازہ بند ہے۔ یہ کیسی بدنصیبی ہے۔ پانچ وقت ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ (الفاتحة:6) کی دعا کرتے ہیں اور اس پر بھی کچھ نہیں ملتا۔ تعجب! اللہ تعالیٰ کا خود ایسی تعلیم کرنا تو یہ معنے رکھتا ہے کہ مَیں تم پر انعام واکرام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جیسے کسی حاکم کے سامنے پانچ امیدوار ہوں اور وہ ان میں سے ایک کو کہے کہ تم یہاں حاضر رہو تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ اس کو ضرور کام دیا جاوے گا۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے یہ دعا تعلیم کی اور پانچ وقت پہ یہ پڑھی جاتی ہے۔ مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ اس کا کچھ بھی اثر اور نتیجہ نہیں ہوتا۔ کیا یہ قرآن شریف کی ہتک اور اسلام کی ہتک نہیں؟۔

میرے اور ان کے درمیان یہی امر دراصل متنازع فیہ ہے۔ مَیں یہ کہتا ہوں کہ اسلام کی برکات اور تاثیرات جیسے پہلے تھیں ویسے ہی اب بھی ہیں۔ وہ خدا اپنے تصرفات اب بھی دکھاتا ہے اور کلام کرتا ہے۔ مگر یہ اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ خاموش ہو گیا۔ وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ دعاؤں میں تاثیر اور قبولیت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات پیچھے رہ گئی ہیں اب نہیں۔ افسوس ان پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف اور خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کی۔

اسلام زندہ مذہب اور ہماری کتاب زندہ کتاب اور ہمارا خدا زندہ خدا اور ہمارا رسول زندہ رسول، پھر اس کے برکات، انوار اور تاثیرات مُردہ کیونکر ہو سکتی ہیں؟ مَیں اس مخالفت کی کچھ پروا نہیں کر سکتا۔ ان کی مخالفت کے خیال سے مَیں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔

لاہور میں عبدالحکیم نام ایک شخص سے میری گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ الہام پہلی اُمّتوں کا خاصہ تھا یہاں تک کہ عورتوں کو وحی ہوتی تھی مگر اس اُمّت میں یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے۔ کیا یہ اُمّت بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گزری ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے اس کے لئے یہی چاہا ہے کہ وہ خیر الامم کہلا کر بھی محروم رہے؟

اس عبدالحکیم نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی محدث نہ تھے۔ وہ بھی صرف ان کو ایک خوش کرنے کی بات تھی۔ محدّث وہ بھی نہ تھے۔

مختصر یہ کہ اس قسم کی ہتک اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لوگ کرتے ہیں۔ پھر مَیں ان کی مخالفت کی کیا پروا کروں؟ یہ لوگ اسلام کے دوست نہیں، دشمن ہیں۔ اگر بقول ان کے سب بے نصیب ہیں تو پھر کیا فائدہ؟ ہزار اتباع کریں۔ معرفت نہ بڑھے گی تو کوئی احمق اور نادان ہی ہوگا جو اس پر بھی اتباع ضروری سمجھے۔ حضرت عیسٰیؑ کا آنا نہ آنا تو امر ہی الگ ہے۔ اس سوال کو پیچھے چھوڑو۔ پہلے یہ تو فیصلہ کرو کہ کیا اس اُمّت پر بھی وہ برکات اور فیوض ہوں گے یا نہیں؟ جب یہ فیصلہ ہو لے تو پھر عیسٰیؑ کی آمد کا سوال جھٹ حل ہو سکتا ہے“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 427-429 جدید ایڈیشن)

❁❁❁❁❁ ❁ ❁❁❁❁❁

ادار یہ

آسمانی کشش

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ماریشس اور بھارت کے نہایت کامیاب وکامران دورہ کے بعد 17/جنوری کو بخیر وعافیت مسجد فضل لندن میں ورود فرما ہوئے۔ فالحمدللہ۔

حضور انور کا یہ دورہ بھی ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت وحفاظت اور تائیدات الٰہیہ کے روشن نشانات سے معمور تھا۔ اس دورہ کا نقطۂ عروج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا دارالمسیح قادیان میں قیام اور جماعت کے 114ویں جلسہ سالانہ کا عظیم الشان اور بابرکت انعقاد تھا جس میں ہندوستان کے اطراف وجوانب اور دنیا کے مختلف ممالک سے ستّر ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے۔ 1891ء میں 75 افراد کے ساتھ جس جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا تھا اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد خدائی وعدوں کے مطابق مسلسل بڑھتی چلی گئی۔ مختلف قومیں اس میں آملیں اور پھر ملک ملک میں جلسہ ہائے سالانہ کا آغاز ہوگیا۔ قادیان کی مقدس بستی میں ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کی تاریخ میں اس وقت تک یہ سب سے بڑا اجتماع تھا۔ بلاشبہ اس جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ سے کئے گئے خدائی وعدوں کی حقانیت کا ایک گواہ ہونے کی حیثیت سے احمدیت کے حق میں خدا تعالیٰ کے ایک نشان کا رنگ رکھتا تھا۔

اس سارے سفر میں ہی اور بالخصوص قادیان کے جلسہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کے کئی نشان ظاہر ہوئے۔ یوں تو ہر کام ہی جو بظاہر انسان کے اختیار میں بھی ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی انجام پاتا ہے لیکن موسم پر تو کسی کو اختیار حاصل نہیں۔ جلسہ سے ایک روز قبل تک قادیان میں سارا دن سردی اور شدید دھند کی کیفیت تھی مگر جلسہ کے تین دنوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا صاف اور روشن اور کھلا موسم عطا فرمایا کہ جلسہ کے تمام پروگرام بطریق احسن انجام پائے۔ اور ایم ٹی اے کے کیمروں کے ذریعہ ساری دنیا نے اس کھلے کھلے نشان کو دیکھا۔ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ مومنین کے دل تو اس الٰہی نصرت کے نشان سے تقویت پاتے ہی تھے، غیر مسلم بھی اس حقیقت کو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ ایم ٹی اے پر ہی ہم نے یہ بھی سنا کہ عیدالاضحیہ سے ایک روز قبل بھی شدید دھند کی کیفیت تھی۔ ایک احمدی دوست کی قادیان کے ایک ہندو دوکاندار سے گفتگو کے دوران موسم کی اس کیفیت کا ذکر آیا تو اس ہندو دوکاندار نے جو جلسہ کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے اس نشان کو دیکھ چکا تھا کہ کس طرح غیر معمولی طور پر جلسہ کے تین ایام میں موسم بہت کھل گیا تھا بلا توقف کہا کہ کل جب عید کے لئے آپ کے حضرت صاحب آئیں گے تو دیکھنا موسم بالکل صاف ہوجائے گا اور دھند ختم ہوجائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک اور غیر معمولی بات جو حضور انور کے تمام سفروں کے دوران بہت نمایاں ہوکر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ نہ صرف خلافت سے وابستہ احمدیوں کے دلوں میں آپ کے لئے بے انتہا محبت موجزن ہے بلکہ غیر مسلم شریف النفس لوگ بھی آپ کی طرف ایک خاص عقیدت واحترام کی کشش محسوس کرتے ہیں اور ان ممالک کے پریس اور دیگر میڈیا کی طرف سے بھی حضور انور کے پیغام اور دورہ کی بہت عمدہ رنگ میں کوریج کی جاتی ہے۔

جہاں تک احمدیوں کے اپنے پیارے امام کے ساتھ عشق وفدائیت کا تعلق ہے تو احمدی خوب جانتے ہیں کہ یہ تعلق دوطرفہ ہے۔ خلیفۂ وقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ دُور دراز کے ممالک میں بسنے والا احمدی جس نے پہلے کبھی آپ سے پہلے ملاقات نہیں کی، نہ آپ کو قریب سے دیکھا ہے وہ بھی جب آپ کو اپنے سامنے پاتا ہے تو محبت ووارفتگی کے جذبات سے مغلوب ہوجاتا ہے۔ ایسی محبت کی نظیر صرف ابنیاء علیہم السلام اور ان کے سچے متبعین پر مشتمل جماعتوں میں ہی ملتی ہے۔ ہم احمدیوں کا خلافت سے جو محبت کا تعلق ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے خدائی وعدوں کا فیض ہے جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے پھر ہمیں عطا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ سے فرمایا تھا کہ اگر تُو زمین میں جو کچھ ہے وہ سب بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ایسی محبت ان کے دلوں میں پیدا نہیں کرسکتا تھا۔ یہ محبت اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے دلوں میں پیدا کی ہے۔ یہ ایک آسمانی کشش ہے جو خدا کے فرشتوں نے ان کے قلوب میں رکھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو فرشتوں کو اس کی اطلاع دیتا ہے اور پھر فرشتے سعید فطرت لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈالتے ہیں اور اسے زمین میں قبولیت عطا کی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی درخشندہ حقیقت ہے جس پر خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ ہر احمدی گواہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے کیا ہی سچ فرمایا ہے

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دنیا میں غنی ہوگا ہیں سچے دل اُس کی دولت اخلاص اس کا سرمایہ ہے

اس زمانہ میں احمدیت کے سوا تمام عالم میں کہیں ایسی للّہی محبت کے نظارے آپ کو دکھائی نہیں دیں گے۔ محبت وعقیدت اور قبولیت کے یہ نظارے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور اس جماعت کی حقانیت کا زبردست ثبوت ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً خبر دی تھی کہ "وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّی"۔ چنانچہ یہ وعدہ بھی بڑی عظمت وشان سے آپ کے خلفاء کرام کے حق میں بھی پورا ہوتا چلا جارہا ہے اور ہر لمحہ اس کی شان ترقی پذیر ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس مضمون کی حقیقت کو بہت ہی خوبصورت الفاظ میں ایک موقع پر یوں بیان فرمایا ہے۔

14/اپریل 1903ء کو صبح کی سیر کے دوران آپ نے فرمایا:

"صادق کی بعثت کے ساتھ ہی آسمان سے اس کے واسطے ایک کشش نازل ہوا کرتی ہے جو دلوں کو ان کی استعدادوں کے مطابق کشش کرتی اور ایک قوم بنا دیتی ہے۔ اس سے تمام سعید روحیں صادق کی طرف کھنچی چلی آتی ہیں۔

دیکھو ایک شخص کو دوست بنا کر اس کو اپنے منشاء کے موافق بنانا ہزار مشکل رکھتا ہے۔ اور اگر ہزاروں روپے خرچ کرکے بھی کسی کو صادق وفادار دوست بنانے کی کوشش کی جاوے تو بھی معرض خطر میں ہی پڑتا ہے۔ اور پھر آخرکار اس خیال کے برعکس نتیجہ نکلتا ہے۔ مگر ادھر اب لاکھوں ہیں کہ غلاموں کی طرح سچے فرمانبردار، وفادار، صدق ووفا کے پُتلے خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور پھر عجب بات یہ ہے کہ اس امر کی اطلاع آج سے بائیس برس پیشتر جب اس کی ایک بھی مثال قائم نہ ہوئی تھی دی گئی۔ چنانچہ الہام ہے کہ :"وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّی"۔

آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشش کا نزول ہے۔ سعید تو دوستی کے رنگ میں چلے آتے ہیں مگر شقی بھی اس حصہ سے محروم نہیں۔ ان میں مخالفت کا جوش شعلے مار رہا ہے۔ جب کہیں ہمارا نام بھی ان کے سامنے آجاتا ہے تو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتے اور بیخود ہوکر مجنونوں کی طرح گالی گلوچ تک آجاتے ہیں۔ ورنہ بھلا دنیا میں ہزاروں فقیر، لنگوٹی پوش، بھنگی، چرسی، کنجر، بدمعاش، بدعتی وغیرہ پھرتے ہیں مگر ان کے لئے کسی کو جوش نہیں آتا اور کسی کے کان پر جُوں نہیں چلتی۔ وہ چاہے بدمذہبیاں اور بے دینیاں کریں پھر بھی ان سے مست ہی ہورہے ہیں۔ اس کی وجہ بھی صرف یہی ہے کہ وہ چونکہ روحانیت سے خالی ہیں اس واسطے ان کے واسطے کسی کو کشش نہیں ....۔

غرض صادق کے واسطے ہی ایک کشش ہوتی ہے جو دلوں کے ولولوں کو ابھارتی اور جوش میں لاتی ہے۔ سعیدوں کے ولولے سعادت اور اشقیاء کے شقاوت کے رنگ میں پھل لاتے ہیں۔ شقی چونکہ اسی فطرت کے ہوتے ہیں اس واسطے ان کے واسطے کشش بھی اُلٹے رنگ میں ثمرات لاتی ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 245-246 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ یہ آسمانی کشش ہمیشہ جماعت کے حق میں قائم رکھے اور اسے ہر آن بڑھاتا چلا جائے۔ اگر ہم سب خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ساتھ اپنے اخلاص اور وفا کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جائیں اور خلیفۂ وقت کی توقعات کے مطابق صدق اور راستی پر قائم رہتے ہوئے اپنے تقویٰ کو بڑھانے کی سنجیدگی کے ساتھ کوشش کو تیز تر کرتے چلے جائیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت کے فیض سے ہر احمدی کو اس کی استعداد اور صلاحیت کے مطابق اس آسمانی کشش سے حصہ ملے گا اور وہ دن قریب تر آجائے گا جب یہ آسمانی کشش ایک ایسی بڑی طاقت بن جائے گی کہ ہر سعید فطرت اس کی طرف کھنچا چلا آئے گا اور ہر شقی وبدبخت جو اس آسمانی کشش سے مخالف و متصادم ہوگا وہ پاش پاش ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔

(نصیر احمد قمر)

غزل

وارفتگیٔ قلب و نظر کی تلاش ہے
تیری گلی میں اب مجھے گھر کی تلاش ہے

تیرے سوا کسی کی ضرورت نہیں مجھے
اب مَیں ہوں اور تیرے نگر کی تلاش ہے

دُھل جائے جس سے دامنِ عصیاں کا تار تار
اُس اہتمامِ دیدۂ تر کی تلاش ہے

یہ کیا مقامِ ذوقِ تمنا ہے اِن دنوں
لب پر دعا نہیں ہے اثر کی تلاش ہے

منزل کا ذکر باعثِ تسکینِ دل سہی
لیکن ابھی تو راہگزر کی تلاش ہے

چلیئے کہ بعدِ قیس بھی صحرائے نجد کو
اِک دل شکستہ خاک بسر کی تلاش ہے

دیکھے کوئی ہماری سہولت پسندیاں
ساحل کی ریت میں ہی گُہر کی تلاش ہے

سچ بولنے کے واسطے پھر آ گیا ہوں مَیں
اب پھر فرازِ دار کو سَر کی تلاش ہے

کس کو خبر کہ بادِ صبا لے گئی کہاں
گلشن میں نکہتِ گُلِ تر کی تلاش ہے

جس کے بغیر موت سے بدتر ہے زندگی
اب اُس متاعِ قلب و نظر کی تلاش ہے

دیکھے کبھی وہ مشعلِ غار حرا کا نور
جس کو ضیائے شمس و قمر کی تلاش ہے

اب کارگاہِ شیشہ گراں میں بھی دوستو
اہلِ ہنر کو اہلِ نظر کی تلاش ہے

خواہش نہیں ہے اب مجھے نام و نمود کی
سوز درونِ قلب و جگر کی تلاش ہے

بیتاب و بے قرار ہے محمود ان دنوں
سجدوں کو اُس کے آپ کے در کی تلاش ہے

(محمود الحسن ۔ راولپنڈی)

ارشاد مانجی کی
"The Trouble with Islam"

اسلام دشمنی، جھوٹ، افتراء، مسخ شدہ تاریخی واقعات، ذہنی پراگندگی، جہالت اور جاہلیت کا ایک غلیظ پلندہ

(محمد زکریا ورک ۔ کینیڈا)

2003ء میں 'The Trouble with Islam' کے عنوان سے کینیڈین خاتون ارشاد مانجی کی کتاب شائع ہوئی تھی۔ کتاب کے 247 صفحات اور 9 ابواب ہیں۔ کتاب میں کوئی خاص بات ایسی نہیں جو اس سے قبل صدیوں سے مستشرقین اور معاندین اسلام بیان نہیں کر چکے۔ کتاب قرآن پاک، اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور مسلمانوں کی حالت پر اعتراضات کا غلیظ پلندہ ہے۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ٹربل (Trouble) اسلام کے ساتھ نہیں بلکہ مانجی کے ساتھ ہے۔

کہنے کو تو وہ اسماعیلی مسلمان ہے مگر اس نے دین اسلام اور بانی اسلام کی ذات پر ایسے ایسے اوچھے اعتراضات کئے ہیں کہ انسان سوال کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس کو دین فطرت میں کیا چیز اچھی لگتی ہے کہ وہ خود کو مسلمان کہلانا بھی پسند کرتی ہے اور اس کے اندر رہ کر اس پر کاری وار بھی کرنا چاہتی ہے۔ وہ اس گندی مچھلی کی طرح ہے جو اس کوشش میں ہے کہ تالاب میں بھی رہے اور اس کو جی بھر کر گندہ بھی کرے۔ مثلاً کتاب کی پہلی سطر میں ہی وہ کہتی ہے Islam is on very thin ice with me (اسلام سے میرا تعلق واجبی سا ہی ہے)۔ پھر کہتی ہے کہ اسلام یہودیوں کے خلاف نفرت کو ابھارتا ہے۔ پھر وہ کہتی ہے کہ اسلام کو اس وقت سخت ترین ریفارمیشن (اصلاح) کی ضرورت ہے اور اس کیلئے 'ہم' کیا کر رہے ہیں؟۔ اس سوال کا جواب دینے کیلئے وہ خود کو ایک دھتکاری ہوئی مسلمان (Muslim Refusenik) کا خطاب دیتی ہے جو سابقہ سوویٹ یونین کے ان یہودیوں کی طرف اشارہ ہے جو مذہبی اور ذاتی آزادی کے علمبردار تھے۔ ان یہودیوں کی تگ و دَو سوویٹ یونین کے خاتمہ پر منتج ہوئی۔ مانجی کے نزدیک اسلام کی پرابلم یہ ہے کہ جانیں تو چھوٹی اور افتراء بڑے بڑے ہیں (The trouble with Islam is that lives are small and lies are big)

مانجی اور اس کا خاندان

کتاب کے پہلے باب میں وہ اس بات کا ذکر کرتی ہے کہ کس طرح اس کا خاندان 1972ء میں یوگنڈا سے کینیڈا ہجرت کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ وہ کہتی ہے کہ ایسٹ افریقہ کے مسلمانوں نے وہاں کے سیاہ فام باشندوں کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کیا تھا (صفحہ 6)۔ اپنے باپ کے بارہ میں وہ کہتی ہے کہ وہ بچوں سے زیادہ انس نہیں رکھتا تھا (صفحہ 7)۔ جب وہ آٹھ سال کی تھی تو اس کو ایک ایوارڈ ملا جس کا نام تھا Most Promising Christian۔ جب اس کے باپ نے اس کو سنڈے سکول سے نکال کر مدرسہ میں ڈال دیا تو اس کو برا لگا `اس کا اظہار اس نے باپ کو بیوقوف (Geek) کہہ کر کیا ہے (صفحہ 8)۔ اپنے باپ کے بارہ میں وہ کہتی ہے کہ وہ کس طرح اس کی والدہ کی پٹائی کیا کرتا تھا۔ لیکن ہمارے گھر میں ہمارے باپ کے ہر لمحہ تیار گھونسے نے ہمیں تابعداری کے گھریلو اصولوں کی طرف راغب رکھا۔ شام کے کھانے پر بالکل ہنسنا نہیں، جب میں تمہاری جمع کی ہوئی پونجی چوری کر لوں تو اپنا منہ بند رکھنا۔ میں جب تمہاری پیٹھ پر ٹانگ ماروں تو یاد رکھو اگلی بار اس سے زیادہ سختی سے ماروں گا۔ میں جب تمہاری ماں کی دھلائی کروں تو پولیس کو مت بلانا، اگر پولیس آ بھی جائے تو میں انہیں واپس چلے جانے پر قائل کر لوں گا........... ایک دفعہ میرا باپ چھری لے کر میرے پیچھے پورے گھر کے اندر بھاگا، مَیں اپنے کمرے کی کھڑکی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی اور پوری رات چھت پر گزاری''۔ (صفحہ 10)

اس کے نزدیک اس مدرسہ کی صرف اتنی اہمیت تھی کہ یہاں سے کوئی اپنا دل جلا عاشق تلاش کر لیا جائے (صفحہ 13)۔ مدرسہ میں وہ اپنے استاد سے اَن گنت سوالات کرتی تھی جیسے عورتیں نماز میں امام کیوں نہیں بن سکتیں؟ ایسے فضول سوالوں کے اس کو اپنی من پسند کے جواب نہ ملنے پر وہ خود کو دریدہ دہن (big mouth) کہتی ہے (صفحہ 17)۔ ''میں اعلانیہ طور پر ہم جنس پرست عورت ہوں''...... میری پرورش ایسے تکلیف دہ گھرانے میں ایک ایسے باپ کے زیر سایہ ہوئی جس کو خوشی سے نفرت تھی''۔ (صفحہ 26)

یہ سوال کہ اگر اس کو اسلام کی ہر بات، ہر اصول اس قدر ناپسند تھا تو پھر کیوں اس نے اس کو ترک نہ کر دیا؟ اس کا جواب وہ یہ دیتی ہے کہ میں نے اسلام سے اپنا تعلق اس لئے قطع نہ کیا کیونکہ اسلام میری شناخت ہے (صفحہ 20)۔ اسلام پر یہودیت کے احسانات کا ضمناً ذکر کرتے ہوئے وہ کہتی ہے کہ یہ یہودیوں کا تحفہ ہے (gift of the Jews صفحہ 23)۔ ذرا اس کی قربانی کی روح ملاحظہ فرمائیں جب وہ اپنی ہم جنس معشوقہ کی خاطر اسلام ترک کرنے پر آمادہ خیال ہو جاتی ہے (صفحہ 26)۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے لیزبین (Lesbian) ہونے کو اپنی ذہنی بے راہ روی اور دماغی خلل کا نتیجہ قرار دے، وہ خدا کو اس کا الزام دیتی ہے (صفحہ 27)۔ پھر وہ سوال کرتی ہے کہ اگر خدا احسن الخالقین ہے تو پھر قرآن ہم جنس پرستی کو کیوں قابل مذمت قرار دیتا ہے؟ (صفحہ 27)۔ اسے یہ معلوم نہیں کہ یہ فعل خلاف فطرت ہے۔ انسانوں کو جانوروں سے ممیّز کرنے کے لئے کوئی تو چیز ہونی چاہئے۔ خنزیر ایسا کرتے ہیں، انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔

قرآن پاک پر اعتراضات

قرآن اور طالمود میں موازنہ کرتے ہوئے وہ کہتی ہے کہ یہودی ہم لوگوں سے بہت آگے ہیں کیونکہ وہ طالمود کی گونا گوں تفاسیر میں پائے جانے والے تضادات کو کھلے عام بیان کرتے ہیں جبکہ مسلمان قرآن کی تفسیر کرنے کی بجائے اس کی لفظی پیروی کرتے ہیں جس سے 'ہماری' سوچنے کی اہلیت معدوم ہو جاتی ہے (صفحہ 34)۔

عجیب بات ہے کہ محترمہ اسلام میں ریفارمیشن لانے کے لئے مصروف کار ہیں لیکن وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں کہ صرف اُردو زبان میں ہی صدیوں سے قرآن پاک کی تفاسیر اس بات کا ثبوت ہیں کہ مسلمان مفسرین لکیر کے فقیر نہیں بلکہ ان میں بھی سوچنے کی اہلیت موجود ہے۔ پھر ہر سال انگریزی زبان میں کسی نہ کسی مسلمان عالم کا ترجمہ قرآن شائع ہوتا ہے۔ کیا یہ اس بات غمازی نہیں کرتا کہ مسلمان یہ تراجم سوچ سمجھ کر نئے پیدا ہونے والے حالات اور دریافتوں کو پیش نظر رکھ کر رہے ہیں۔ ہر مسلمان مترجم یا مفسر تمام نزاعی مسائل میں اپنا نکتہ نظر بیان کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہے اور اس پر کوئی سینسر شپ لاگو نہیں کی جاتی ہے۔

پھر وہ یہ ذکر کرتی ہے کہ اسلام عورتوں، غلاموں، یہودیوں اور عیسائیوں کے بارہ میں کیا کہتا ہے؟۔ وہ اس اعتراض کا اعادہ کرتی ہے کہ کیا قرآن میں کوئی ایسا حکم موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ عورت نماز میں امامت نہیں کر سکتی؟ پھر وہ قرآن کریم کی سورت النساء کی آیت نمبر 36 کا حوالہ دے کر اعتراض کرتی ہے کہ مرد کے لئے ضروری نہیں کہ وہ عورت کے نافرمان ہونے پر اس کو بدنی سزا دے بلکہ اگر عورت میں نافرمانی کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو تو مرد اس کو سزا دے سکتا ہے۔

واہ کیا نکتہ دانی ہے؟ بال کی کھال کھینچنا اس کو کہتے ہیں۔ کسی مسلمان عالم یا فقیہہ یا مفسر نے اس آیت کی یہ تفسیر نہیں کی یہ مس مانجی کے برگشتہ دماغ کی اختراع ہے۔ اس کو یہ بھی شاید معلوم نہیں کہ ضرب کے کئی ایک معنی ہیں جیسے: to forsake, to avoid, to separate, to beat, to leave, to part۔ بچپن کے واقعات انسان کے ذہن پر کَالنَّقْش فِی الْحَجر کی طرح ہوتے ہیں۔ گستاخی معاف مس مانجی نے اگر اپنے باپ کو ماں کی بری طرح پٹائی کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو شاید وہ اس آیت کے لطیف معانی سے بہرہ ور ہو سکتی۔

قرآن کی آیت ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ کا حوالہ دے کر وہ اعتراض کرتی ہے کہ کیا عورت مرد کی پراپرٹی ہے یا کہ اس کی پارٹنر؟ اس کے نزدیک ﴿فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان مرد کو عورت پر قبضہ اور کنٹرول حاصل ہے۔ اس کے فہم کے مطابق قرآن عورتوں کے مساوی حقوق کی حفاظت نہیں کرتا بلکہ یہ معمے کی طرح پیچیدہ ہے (صفحہ 39) بقول اس کے قرآن ایک مکمل کتاب نہیں ہے بلکہ یہ اپنے آپ سے ایک جنگ میں الجھا ہوا ہے (صفحہ 40)۔

سوڈان میں غلامی کا جو کاروبار ہوتا ہے وہ اس کا ذمہ دار قرآن کو ٹھہراتی ہے۔ غیر مسلموں (ذمیوں) کے بارہ میں قرآن کے ارشادات کو بھی وہ نشانہ استہزاء بناتی ہے (صفحہ 42)۔ بقول اس کے قرآن (5:52) مسلمانوں کو تاکید کرتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ تا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان جیسے بن جاؤ (صفحہ 44)۔ افسوس کہ مس مانجی کی یرقان زدہ آنکھوں سے درج ذیل آیت چھپی رہی: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہیں اور نصاریٰ اور دیگر الٰہی کتب کے ماننے والے جو بھی اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے، اور نیک اعمال بجا لائے ان سب کیلئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کریں گے۔ (2:63)

مس مانجی دعویٰ کرتی ہے کہ مسلمان شہادت اس لئے قبول کرتے ہیں کیونکہ ان کو اس کے صلہ میں جنت میں ستر حوروں کا وعدہ دیا گیا ہے (صفحہ 51)۔

یہ بالکل فضول اور لایعنی دعویٰ ہے۔ قرآن میں کہیں بھی ستر حوروں کا ذکر نہیں ہوا ہے۔ قرآن میں چار مرتبہ حوروں کا ذکر ہوا ہے: ہم انہیں فراخ چشم دوشیزاؤں کے ساتھی بنا دیں گے (44:56)۔ ﴿وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عَيْنٍ﴾ (52:21)۔ محلوں جیسے مکانوں میں جو اینٹ پتھر کے نہیں ٹھہرائی ہوئی حوریں ہیں (55:73)۔ اور ﴿بِحُوْرٍ عَيْنٍ﴾ فراخ چشم دوشیزائیں (56:23)۔

مس مانجی ایک جدید تحقیق کا ذکر کرتی ہے جو مڈل ایسٹ کی زبانوں کے ماہر کرسٹوفر لگسمبرگ (C. Luxumberg) نے کی ہے جس کے مطابق حور سے مراد کشمش کا دانہ ہے۔ یہ انکشاف بھی بالکل غلط ہے کیونکہ حور کا لفظ عربی میں پہلوی زبان سے آیا ہے اور پہلوی میں اس کے معنی سیاہ آنکھوں والی دوشیزہ کے ہیں۔

کوئی بھی چیز جو اسلام کو اچھے رنگ میں پیش کرتی ہے مِس مانجی نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ اس کو نشانۂ تضحیک بنایا ہے۔ مثلاً قرطبہ کے عروج کا ذکر کرتے ہوئے کہ وہاں کسی زمانہ میں ستر لائبریریاں تھیں وہ طنزیہ انداز میں کہتی ہے کہ ایک لائبریری ایک دوشیزہ کے برابر ہے جس کا وعدہ مسلمان شہداء کو دیا گیا ہے۔ "اس دور میں مسلمانوں کے لئے کتب خانے اہم تھے اور آج کے دور میں بڑی آنکھوں والی دوشیزائیں'' (صفحہ 57)۔ یہودی فلاسفر اور حکیم موسیٰ ابن میمون کا ذکر بڑے فخریہ انداز میں کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ جب 'مسلمان فسادیوں' نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور ابن میمون کا ذکر 'the good doctor' کہہ کر کرتی ہے۔ یہود کے لئے اس کے دل میں نرم گوشہ ہے مگر مسلمانوں سے چڑ کھاتی ہے۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا بچپن گھریلو مصائب و آلام میں گزرا تھا؟۔

علمی بددیانتی

مس مانجی کی علمی بددیانتی کی ایک مثال یہ ہے کہ حضرت عمر الفاروقؓ کی طرف منسوب کردہ 'پیکٹ آف عمر' (Pact of Umar) کو پہلے تو وہ supermacist کا نام دیتی ہے پھر اس کے بعض دفعات کا ذکر کرتے ہوئے (صفحہ 70) وہ یونیورسٹی آف ورجینیا کے پروفیسر عبدالعزیز سچ دینا کا حوالہ دیتی ہے جنہوں نے اس بارہ میں کہا کہ معاہدہ کے دفعات: "divinely sactioned system of discriminatory provisions" (یہ خدا کی طرف سے منظورہ کردہ نظام کی نسلی منافرت والی دفعات ہیں)۔

ٹورنٹو سے ہمارے اہل قلم انصر رضا نے ڈاکٹر سچ دینا سے ای میل کے ذریعہ رابطہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ چونکہ مس مانجی عربی اور فارسی زبانوں سے نابلد ہے اس لئے وہ بجائے اصلی ماخذوں کے ثانوی ماخذوں پر انحصار کر کے اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کیلئے صرف وہ بات

پیش کرتی ہے جو اس کے مطلب کی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر سچ دینا نے اپنی کتاب "The Islamic Roots of Democratic Pluralism" کے صفحات 66 & 65 پر یہ ثابت کیا ہے کہ 'پیکٹ آف عمر' اس لئے مشکوک ہے کیونکہ یہ قرآن کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ انہوں نے اس معاہدہ کی ان مشکوک دفعات کا ذکر کر کے جو امتیازی نوعیت کی ہیں کہا ہے کہ یہ دراصل بعد میں آنے والے فقہاء نے وضع کر کے حضرت عمرؓ سے منسوب کر دی تھیں۔

مس مانجی نے اپنی کتاب کے صفحہ 67 پر مصر میں پیدا ہونے والے یورپین سکالر باط یہہ اور (Bat Ye'or) کا ذکر کیا ہے۔ اسی سکالر کا ایک مضمون حال ہی میں اسلام کے خلاف شائع ہونیوالی دلسوز کتاب "The Myth of Islamic Tolerance- by R. Spencer 2005" میں شامل ہے۔ اس سکالر نے کہا ہے معاہدہ عمر درحقیقت عمر ثانی (717-740) سے عموماً منسوب کیا جاتا ہے (صفحہ 234)۔ اب مس مانجی ہی فیصلہ کرے کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہی ہے یا کہ اس کا دل پسند مصری سکالر۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے۔

مانجی کی جہالت کی ایک مثال

کتوں کے ذکر میں مس مانجی کہتی ہے کہ حدیث کی کتابوں میں جہاں کہیں کتوں کا حوالہ ذلت آمیز رنگ میں آتا ہے وہیں پر عورتوں اور یہود کا ذکر ہوتا ہے (صفحہ 73)۔

یہ سراسر افتراء اور مانجی کی جہالت، ذہنی پراگندگی اور برگشتگی کی ایک بین مثال ہے۔ مانجی کا مقصد اسلام کی ہر حالت میں گھناؤنی تصویر کشی کرنا ہے۔ اس کی ریسرچ کا مقصد یہ نہیں کہ خلوص دل کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کیا جائے اور اس کے ماننے والوں میں جو بشری کمزوریاں ہیں ان کی نشاندہی کی جائے بلکہ وہ اپنے زہریلے قلم سے اسلام پر گھناؤنے وار کرنا چاہتی ہے۔ راقم الحروف نے انٹرنیٹ پر صحیح بخاری کی تمام جلدوں پر 'کتے' کے لفظ کی سرچ کی۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے اس چیز کی تردید فرمائی جس کی غلط بیانی مس مانجی نے کی ہے۔ مثلاً اس حدیث پر غور فرمائیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے مجھ سے ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے نماز فسخ ہو جاتی ہے یعنی کتے، گدھے اور عورت، اگر وہ نماز ادا کرنے والوں کے سامنے گزر جائیں۔ مَیں نے پوچھا کیا تم لوگوں نے ہم کو (عورتوں کو) کتوں کے برابر بنا دیا ہے؟۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا جبکہ مَیں بستر پر لیٹی ہوتی تھی ان کے اور قبلہ کے درمیان۔ (Bukhari Vol I, Book 9, Number 490) صحیح بخاری انٹرنیٹ پر دستیاب ہے:

www.usc.edu/msa/fundamentals/hadithsunnah/bukhari

دیوار گریہ پر دعا

مس مانجی صیہونی دعوت پر اسرائیل گئی۔ جب وہ یروشلم گئی تو اس نے مسجد اقصیٰ کی زیارت کی مگر نہ تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی زحمت گوارا کی اور نہ ہی دو نفل نماز ادا کی۔ ہاں جب وہ دیوار گریہ پر گئی تو اس نے ایک کاغذ پر اپنے ہاتھ سے دعا لکھ کر دیوار میں پڑی دراڑ میں لگا دیا (صفحہ 93)۔ دیوار گریہ کے لئے اس کے دل میں کتنا احترام ہے مگر مسجد اقصیٰ کے لئے بالکل نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا اس نے ایسا اس لئے کیا کہ کسی صیہونی سوسائٹی نے اس کے اسرائیل جانے کا جہاز کا کرایہ ادا کیا تھا؟ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ کیا کتاب لکھنے کا معاوضہ بھی کسی خفیہ ادارے نے دیا تھا؟ کتاب لکھنے میں آپ کی مدد کس ملک کے دانشوروں نے کی تھی؟

ارشاد مانجی کی کتاب سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اس کی زندگی کا مشن اسلام میں اجتہاد کی روایت کو دوبارہ جاری کرنا ہے۔ وہ خود کو مجتہد کہلوانا پسند کرے گی جبھی تو اس نے کتاب کا ضمنی نام 'دیانتداری اور تبدیلی کیلئے ایک اعلان' رکھا ہے۔ مس مانجی نے ایک فاؤنڈیشن کی بھی بنیاد رکھی ہے جس کا نام پراجیکٹ اجتہاد ہے۔ اس کیلئے وہ لوگوں سے عطیات بھی مانگ رہی ہے۔ مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ کتاب کے صفحہ 55 پر وہ اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ اس کو اجتہاد سے متعارف ایک مسلمان نے کرایا تھا۔ وہ خود تو اس کے تلفظ سے بھی نا آشنا تھی۔ جس کام کا بیڑا اس نے اٹھانے کا عزم کیا ہے اس کے لئے اس کو سب سے پہلے اپنی اصلاح کرنا ہوگی۔ اور اصلاح اسی صورت میں ممکن ہے اگر جنسی بے راہ روی سے سے صدق دل سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرے۔ ایسا لگتا ہے کہ اجتہاد کے پس پردہ اس کی کوشش یہ ہے کہ مسلمان ہم جنس پرستی کو قبول کر لیں۔ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور مانجی ایک ہی کھیت کی مولیاں ہیں جو اللہ کے نور کو بجھانے کے درپے ہیں مگر اللہ ان کو ناکامی اور نامرادی سے ہمکنار کرے گا۔

غلط بیانی اور جہالت کی چند مزید مثالیں

قائداعظم کے بارہ میں بھی وہ غلط بیانی یا پھر اپنی جہالت سے کام لیتی ہے جب وہ کہتی ہے کہ ان کی بیوی نان مسلم تھی (صفحہ 137)۔ حقیقت یہ ہے کہ شادی سے ایک روز پہلے ان کی بیوی رتن بائی جو پیدائشی پارسی تھی مسلمان ہوگئی تھی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کو چھپایا نہیں جاسکتا۔

پھر اسی صفحہ پر وہ کہتی ہے کہ جب 1979ء میں ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز ملا تو پاکستان میں لوگوں نے ان کے خلاف جلوس نکالے جس کی وجہ سے وہ ارض پاکستان پر قدم رنجہ نہ ہو سکے نیز پاکستانی پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کر کے ان کو پاکستانی شہریت سے محروم کر دیا۔ (عجیب بات ہے کہ مانجی کی کتاب کے اردو ترجمہ میں یہ جھوٹا دعویٰ حذف کر دیا گیا ہے)۔ یہ سراسر دروغ گوئی اور پاکستان کو بدنام کرنے کی ذلیل کوشش ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام دسمبر 1979ء میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ پاکستان گئے تھے جہاں ان کو ملک کا سب سے بڑا اعزاز نشان امتیاز صدر پاکستان نے خود دیا تھا۔ راقم کے پاس جنگ اور ڈان اخبارات کے تراشے موجود ہیں جن سے میں مانجی کی دروغ گوئی ثابت کرسکتا ہوں۔ ملاحظہ ہو جنگ راولپنڈی 1979-12-21۔

ہر مسلمان اس بات پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ مگر مس مانجی اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ نہیں یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔ وہ کہتی ہے: قرآن کسی خاص طرز حکومت کے بارہ میں کچھ نہیں کہتا۔ یہ' فرض کرتے ہوئے' کہ قرآن خدا کا کلام ہے سارا یا اس کا کچھ حصہ۔ کیا اس معاملے میں خموشی جان بوجھ کر اختیار کی گئی؟ (صفحہ 145) وہ اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتی ہے کہ اللہ نے ہمیں جان بوجھ کر کسی طرز حکومت کا نہیں بتلایا۔

مجھے تو اس کی جہالت پر رونا آتا ہے، کاش اس نے قرآن مجید مدرسے میں غور سے پڑھا ہوتا تو وہ یوں در بدر گمراہی کی اندھیری گلیوں میں بھٹکتی نہ پھرتی۔ قرآن پاک کی درج ذیل آیات کریمہ مسلمانوں کو مشاورت (قانون ساز اسمبلی، جمہوریت) کی ترغیب دیتی ہیں:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ﴾ (3:159) ہر اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ ﴿وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ﴾ (42:38) ان کا ہر کام آپس کے مشورہ سے طے ہوتا ہے۔

مس مانجی کی جہالت کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں۔ وہ کہتی ہے: سعودی آمر دو مقدس درگاہوں کا رکھوالا ہے یعنی پیغمبر اسلام کی دو مساجد مکہ اور مدینہ میں (صفحہ 146)۔ مسلمانوں کو قرآن کے خلاف اکسانے والی، جنس کی پرستار کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مکّہ میں موجود مسجد الحرام کو مسجد نبوی نہیں کہا جاتا بلکہ صرف مدینہ منورہ کی مسجد کو مسجد نبوی کہا جاتا ہے۔ ایسے لگتا ہے اس نے یہ کتاب آنکھوں پر موٹی پٹی باندھ کر یا مدہوشی کی حالت میں لکھی تھی یا اس کی عقل پر پتھر پڑ گئے تھے۔

اس کی اسلام دشمنی کی ایک اور مثال حاضر خدمت ہے۔ کتاب کے صفحہ 153 پر وہ کہتی ہے: قرآن پیغمبر کی بیویوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ برقعہ پہنیں، مگر اس نے تمام مسلمان عورتوں سے ایسا کرنے کا فرمان جاری نہیں کیا تھا۔ آیئے دیکھیں قرآن مجید اس بارہ میں کیا کہتا ہے۔ "اے پیغمبر اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور' **دوسرے مسلمانوں کی بیویوں**' سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں، یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے" (33:60 الاحزاب)۔ فرمایئے اس حکم خداوندی میں کوئی شک و شبہ ہے؟ مس مانجی! مسلمان عورتوں کو بہکانے اور اور اپنا رزق کمانے کے لئے کوئی اور ذریعہ تلاش کیجئے۔ اسلام دشمنی کے ذریعہ آپ کب تک رزق حرام کماتی رہیں گی؟

قرآن مجید کی آیت ﴿لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ اللہ ہی کا ہے مشرق و مغرب پس تم جس طرف بھی رخ کرو وہاں اللہ کا جلوہ پاؤ گے (2:116 البقرۃ)۔ مس مانجی سوال اٹھاتی ہے کہ اگر اللہ ہر سمت ہر جگہ پر موجود ہے تو پھر مسلمان دن میں پانچ مرتبہ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ (صفحہ 153)۔ اس کے نزدیک یہ صحرازدگی کی علامت ہے۔

مکہ کی طرف مسلمان اس لئے رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں کیونکہ یہ اسلام کا روحانی مرکز ہے۔ جس طرح کیتھولک فرقہ کا مرکز ویٹیکن ہے، نصرانیوں کا روحانی مرکز یروشلم ہے اور آپ جس ملک کے نام کی مالا جپتے ہوئے تھکتی نہیں اس کا مرکز تل ابیب ہے۔ اسی طرح روئے زمین پر بسنے والے مسلمانوں کا مرکز مکّہ ہے۔ مکّہ مسلمانوں میں یگانگت، اتحاد، اور مرکزیت کی نشانی ہے۔ اس دنیا میں مکہ میں موجود کعبہ ہی ایک خدا کا پہلا گھر تھا جو تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے بنایا گیا۔

تسلیمہ نسرین کی طرح مانجی کو بھی اعتراض ہے کہ مسلمان عربی زبان میں نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ ایسا اس لئے ہے کہ ہر خطہ زمین کے لوگ مذہب اسلام میں شامل ہیں اس لئے گونا گوں زبانیں بولنے والوں کے لئے ایک واحد زبان کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً نماز میں اگر امام گجراتی بولنے والا ہو اور مقتدی بنگالی، پنجابی، اردو، فارسی، جرمن سمجھنے والے ہوں تو وہ امام کی ہدایات کو کیسے سمجھ پائیں گے؟۔ اس لئے ایک بین الاقوامی زبان میں ہدایات (اَللّٰهُ اَكْبَر، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه) دینا ضروری ہے۔

کتاب میں وہ بڑی نفرت اور رعونت کے ساتھ اسلام کو بار بار 'صحرائی مذہب' کہتی اور سعودی عرب کے خلاف فوجداری مقدمات دائر کرنے کی تجویز بھی پیش کرتی ہے (صفحہ 200)۔ وہ دعویٰ کرتی ہے کہ ڈنمارک میں مسلمان صرف پانچ فی صد ہیں مگر وہ ویلفیئر کی کل رقم میں سے چالیس فی صد ہڑپ کر جاتے ہیں (صفحہ 207)۔ یہ بھی ایک اور سفید جھوٹ ہے جو اس کے جنس زدہ دماغ نے اختراع کیا ہے۔ ڈنمارک کی حکومت کی طرف سے اس کی تردید کی جاچکی ہے (ملاحظہ ہو نیشنل پوسٹ، ٹورنٹو، کینیڈا۔ 6 ستمبر 2002ء۔ ڈنمارک کی دو ممبران پارلیمنٹ کا تردیدی بیان)۔ اسلام دشمنی بھوت بن کر مس مانجی پر اس پر قدر سوار ہے کہ اس کی عقل میں فتور پیدا ہو گیا ہے۔

اسلام کے خلاف لکھی گئی کوئی کتاب اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک اس میں اسلام میں عورتوں سے سلوک پر بحث نہ کی جائے۔ مانجی نے بھی لکیر کی فقیر بن کر اس موضوع پر صدیوں پرانے گھسے پٹے اعتراضات کو دہرایا ہے۔ کاش کہ اس نے کتاب میں دوسرے مذاہب کی تعلیمات کو پیش کیا ہوتا کہ ان میں عورتوں سے سلوک کے بارہ میں تعلیم کیا ہے۔ مثلاً عیسائیت میں عورت کو ایک زمانے میں شیطان سے مشابہ سمجھا جاتا تھا۔ عورت کو چرچ جانے کی اجازت نہ تھی۔ عیسائی خیال کرتے تھے کہ عورت میں روح نہیں ہوتی۔ حضرت آدم کو عورت نے بہکایا تھا اس لئے وہ تمام گناہوں کی ذمہ دار ہے۔ حیض والی عورت سے یورپ میں عہد وسطیٰ کے زمانے میں بہت برا سلوک کیا جاتا تھا۔ وہ پلید سمجھی جاتی تھی۔ عورت جائیداد کی مالک نہ بن سکتی تھی۔ عورت ووٹ کی حق دار نہ تھی۔ عورت شہر کی مئیر یا پارلیمنٹ کی ممبر نہ بن سکتی تھی۔ پرانے عہد نامے کے مطابق عورت مرد کی جائیداد تھی۔ بزعم خود اجتہاد کرنے والی مس مانجی عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتی اور اسلام پر بے وجہ اعتراض کرتی پھرتی ہے۔ مسلمانوں کو وہ نصیحت کرتی ہے کہ قرآن کو لفظی طور پر نہ لیا جائے (صفحہ 217) یعنی اللہ کے کلام کے ہر لفظ میں تمثیلی معنی تلاش کئے جائیں اور جس کا جی چاہے اللہ کے کلام کی تعبیر کرتا پھرے۔ صفحہ 228 پر تو اس نے قرآن کی ذاتی تفسیر کرنے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

غرضیکہ یہ کتاب اسلام دشمنی، دروغ گوئی، افتراء، مسخ شدہ تاریخی واقعات اور غلط بیانات سے بھری پڑی ہے۔

خطبہ جمعہ

وقفِ جدید کے انچاسویں سال کا اعلان

مالی قربانی اصلاح نفس اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔

نومبائعین کو بھی مالی نظام کا حصہ بنائیں۔ یہ اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے بڑا ضروری ہے۔

اب زمانہ ہے کہ ہر گاؤں میں، ہر قصبہ میں اور ہر شہر میں اور وہاں کی ہر مسجد میں ہمارا مربی اور معلم ہونا چاہئے۔ اب اس کے لئے بہر حال جماعت کو مالی قربانیاں کرنی پڑیں گی ،اپنے بچوں کی قربانیاں کرنی پڑیں گی کہ ان کو اس کام کے لئے پیش کریں، وقف کریں اور سب ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر بھی قائم ہوں۔

وقف جدید کے گزشتہ مالی سال میں 21لاکھ 42 ہزار سے زائد کی وصولی ہوئی اور شامل ہونے والوں کی تعداد 4 لاکھ 66 ہزار ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے امریکہ اول ،پاکستان دوم اور برطانیہ تیسرے نمبر پر رہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ مورخہ 06رجنوری 2006ء(06صلح 1385ہجری شمسی) قادیان دارالامان (بھارت)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿يٰٓاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ-تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ- ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ-يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَ نْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ- ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(الصف:11-12)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا مَیں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی۔تم جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے رستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کردے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں۔یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

آج کے خطبے میں سب سے پہلے تو مَیں عالمگیر جماعت احمدیہ کو، جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں۔گزشتہ خطبے میں مَیں نے توجہ دلائی تھی کہ ہر احمدی شکر کے مضمون کو دل میں رکھتے ہوئے آئندہ سال میں داخل ہو تاکہ گزشتہ سال اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے جو بے شمار نظارے ہم نے دیکھے ان میں اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اضافہ فرماتا رہے۔اللہ تعالیٰ یہ نیا سال ہمارے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مبارک فرمائے۔انسان کی تو سوچ بھی اُن انعاموں اور فضلوں اور احسانوں تک نہیں پہنچ سکتی جو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر فرما رہا ہے۔لیکن ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد رکھتے ہوئے اس کے آگے جھکے، اس کے حکموں پر عمل کرے اور ان حکموں پر عمل کرنے کی انتہائی کوشش کرے، حتی الوسع جس حد تک جس جس کی استعدادیں ہیں اس کو عمل کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے تاکہ یہ برکتیں اور انعامات ہمیشہ جاری رہیں۔اگر ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بنے رہے،اس کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے نیکیاں بجالاتے رہے، اپنے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے رہے تو پھر یہ وعدہ بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک سال یا دو سال یا تین سال کی بات نہیں ہے بلکہ ان باتوں کی طرف توجہ اور ان امور کی انجام دہی کے بعد پھر تم ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کے مقرب بن جاؤ گے۔ ہر سال تمہارے لئے برکتیں لے کر آئے گا اور ہر گزشتہ سال تمہارے لئے برکتوں سے بھری جھولیاں چھوڑ کر جائے گا۔اور پھر یہ اعمال جو ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان نعمتوں کا وارث بنائیں گے۔

ہر سال جنوری کے پہلے جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کیا جاتا ہے۔اس حوالے سے مالی قربانی کے بارے مَیں مختصراً کچھ بتاؤں گا اور پھر گزشتہ سال تحریک وقف جدید کے ذریعے ہونے والی مالی قربانیوں کا ذکر ہوگا اور نئے مالی سال کا اعلان بھی۔

مالی قربانی اصلاح نفس اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا کئی جگہ ذکر فرمایا ہے،مختلف پیرایوں میں اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔پس جماعت احمدیہ میں جو مختلف مالی قربانی کی تحریکات ہوتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے اور دلوں کو پاک کرنے کی کڑیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ ﴿وَمَالَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾(الحدید:11) اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔پس اپنی زندگیوں کو سنوارنے کے لئے مالی قربانیوں میں حصہ لینا انتہائی ضروری ہے بلکہ یہ بھی تنبیہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔جیسے کہ فرماتا ہے۔﴿وَاَنْفِقُوْافِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَاتُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرۃ۔ ۱۹۶)۔اور اللہ کے راستے میں مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔پس جیسا کہ میں نے کہا یہ مالی تحریکات جو جماعت میں ہوتی ہیں، یا لازمی چندوں کی طرف جو توجہ دلائی جاتی ہے یہ سب خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہیں۔پس ہر احمدی کو اگر وہ اپنے آپ کو حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی طرف منسوب کرتا ہے اور کرنا چاہتا ہے، اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلصین کی ایک بہت بڑی جماعت اس قربانی میں حصہ لیتی ہے لیکن ابھی بھی ہر جگہ بہت زیادہ گنجائش موجود ہے۔یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حکم فرمایا ہے کہ اگر آخرت کے عذاب سے بچنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بننا ہے تو مال و جان کی قربانی کرو۔اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر تلوار کا جہاد ختم کردیا تو یہ مالی قربانیوں کا جہاد ہی ہے جس کو کرنے سے تم اپنے نفس کا بھی اور اپنی جانوں کا بھی جہاد کر رہے ہوتے ہو۔یہ زمانہ جو مادیت سے پُر زمانہ ہے ہر قدم پر روپے پیسے کا لالچ کھڑا ہے۔ ہر کوئی اس فکر میں ہے کس طرح روپیہ پیسہ کمائے چاہے غلط طریقے بھی استعمال کرنے پڑیں کئے جائیں۔

پھر کمپنیاں ہیں اور مختلف قسم کے تجارتی ادارے ہیں۔ باتوں سے اشتہاروں سے ایسی دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح مال بکے اور زیادہ سے زیادہ منافع کما لیا جائے۔ ان اشتہاروں وغیرہ پر بھی لاکھوں خرچ ہوتے ہیں۔ بچوں تک کو مختلف چیزوں کی طرف راغب کرنے کے لئے، توجہ پیدا کرنے کے لئے ایسے اشتہار دیئے جاتے ہیں۔ ٹی وی وغیرہ پر ایسے اشتہار آتے ہیں، کوشش کی جاتی ہے کہ ماں باپ کو جن کو توفیق ہو بچے مجبور کریں کہ ان کو وہ چیز لے کر دی جائیں،۔ اور جن میں توفیق نہیں ان میں پھر بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اس بے چینی کی وجہ یہی ہے کہ ہر ایک مادیت کی طرف جھک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی طرف توجہ کم ہے اور امیر ملکوں میں، مغربی ممالک میں یہ بہت زیادہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تجارتیں، یہ خرید و فروخت تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہترین تجارت یہ ہے کہ اس کی راہ میں مالی قربانی کرو۔ اور اس زمانے میں کیونکہ نئی نئی ایجادیں بھی ہو گئی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا ہے اور دنیا ایک ہو جانے کی وجہ سے ترجیحات بھی بدل گئی ہیں تو جہاں جہاں بھی یہ مالی قربانی ہو رہی ہے یہ ایک جہاد ہے۔ اسی طرح ہمارے ملکوں میں ایک کثیر تعداد ہے جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ افراد جماعت عموماً یا تو مالی لحاظ سے کمزور ہیں یا اوسط درجہ کے ہیں۔ تو جب بھی ہم میں سے، جماعت کا کوئی فرد مالی قربانی کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کا اپنی جان کا بھی جہاد کر رہا ہوتا ہے۔ بعض اوقات اپنے بچوں کی ضروریات کو بھی پس پشت ڈال کر قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ اس کی کئی مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی روایات میں آتی ہیں اور آج کل بھی موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی کرنے کی یہ مثالیں سوائے جماعت احمدیہ کے اور کہیں نہیں ملیں گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کی بات ہے قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے ایک روایت کی ہے کہ وزیر آباد کے شیخ خاندان کا ایک نوجوان فوت ہو گیا۔ اس کے والد نے اس کے کفن دفن کے لئے 200 روپے رکھے ہوئے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لنگر خانے کے اخراجات کے لئے تحریک فرمائی۔ ان کو بھی خط گیا تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رقم بھجوانے کے بعد لکھا کہ میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے میں نے اس کی تجہیز و تدفین کے واسطے مبلغ دو سو روپے تجویز کئے تھے جو ارسال خدمت کرتا ہوں اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کرتا ہوں۔ یہ ہے وہ اخلاص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مریدوں نے دکھایا۔ (قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی قاضی خیل۔ رسالہ ظہور احمد موعود صفحہ 70-71 مطبوعہ 30/جنوری 1955ء)۔ وہ ہر وقت اس سوچ میں رہتے تھے، اس انتظار میں رہتے تھے کہ کب کوئی مالی تحریک ہو اور ہم قربانیاں دیں۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں یہ نظارے نظر آتے ہیں۔ اس زمانے میں مادیت پہلے سے بھی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی کا تو براہ راست اثر آپ کے صحابہ پر پڑتا تھا۔ آج زمانہ اتنا دُور ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے کئے ہیں اس کے نظارے ہمیں دکھا رہا ہے۔ کئی احمدی نوجوان ایسے ہیں جو اپنی خواہشات کو مارتے ہوئے اپنی جمع پونجی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔

گزشتہ سال کی بات ہے پاکستان کی جماعتوں کے لئے جو ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا سال کے آخر میں اس کا پورا ہونے کا وقت آیا تو اس بارے میں مجھے صدر لجنہ لاہور نے ایک رپورٹ دی۔ انہوں نے بھی اپنی لجنہ کو تحریک کی تو اس وقت ایک بچی نے اپنی جہیز کی رقم میں سے بہت بڑی رقم ادا کر دی اور پرواہ نہیں کی کہ جہیز اچھا بنتا ہے کہ نہیں بنتا یا بنتا بھی ہے کہ نہیں۔ اور وہ بچی اس جلسے پہ قادیان بھی آئی تھی اور مجھے ملی۔ تو ایسے لوگ اس زمانے میں بھی ہیں جو اپنے مال اور نفس کا جہاد خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کی بھی شادی ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے، بابرکت فرمائے اور اس قربانی کے بدلے میں اسے اتنا دے کہ اس سے سنبھالا نہ جائے اور پھر اس میں برکت کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانیوں کی طرف راغب ہو اور اللہ تعالیٰ ایسے بے شمار قربانیاں کرنے والے جماعت کو دیتا چلا جائے۔ اور وہ فرشتوں کی دعاؤں کے بھی وارث ہوں کہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس جیسے اور پیدا کرتا چلا جائے۔

پس مالی قربانی کرنے والے ہر جگہ سے دعائیں لے رہے ہوتے ہیں۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے اور جنت کے وارث بن رہے ہوتے ہیں۔ اللہ کرے کہ جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد بڑھتی چلی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بے شمار جگہ مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کے چند نمونے میں پیش کرتا ہوں۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی استطاعت ہو“۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ)۔ یعنی اللہ کی راہ میں قربانی کرو چاہے آدھی کھجور کے برابر ہی کرو۔

پس یہ جو وقف جدید کا چندہ ہے اس میں تو ایسی کوئی شرط نہیں ہے کہ ضرور اتنی رقم ہونی چاہئے۔ غریب سے غریب بھی اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لے سکتا ہے۔ جب مالی قربانی کریں گے تو پھر دعائیں بھی لے رہے ہوں گے۔ فرشتوں کی دعائیں بھی لے رہے ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اس قربانی کی وجہ سے حالات بہتر فرمائے گا۔ پس ہر احمدی کو مالی قربانی کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے۔ نومبائعین کو بھی اس میں شامل ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اصلاح کے لئے بھیجا ہے تو اپنے نفس کی اصلاح کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ مالی قربانی کی جائے، اس میں ضرور شامل ہوا جائے۔

پھر اس پیغام کو پہنچانے کے لئے مالی اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے نومبائعین کو بھی شروع میں ہی عادت ڈالنی چاہئے۔ اپنے آپ کو اس طرح اگر عادت ڈال دی جائے تھوڑی قربانی دے کر وقف جدید میں شامل ہوں پھر عادت یہ بڑھتی چلی جائے گی اور مالی قربانیوں کی توفیق بھی بڑھتی چلی جائے گی۔

حضرت مصلح موعود رضی تعالیٰ عنہ جنہوں نے وقف جدید کی تحریک شروع فرمائی تھی ایک موقع پر فرمایا تھا کہ: ”مجھے امید ہے کہ وقف جدید کی تحریک جس قدر مضبوط ہو گی اسی طرح قدر اللہ تعالیٰ کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے چندوں میں اضافہ ہو گا“۔ (پیغام 3/جنوری 1962ء)

پس جماعت کی انتظامیہ کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ تمام کمزوروں اور نئے آنے والوں کو بھی مالی قربانی کی اہمیت سے آگاہ کرے، ان پہ واضح کرے کہ کیا اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ان کو آگاہی کرائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بارے میں جو ارشادات ہیں ان سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اگر نہیں کرتے تو پھر میرے نزدیک انتظامیہ بھی ذمہ دار ہے کہ وہ ان لوگوں کو نیکیوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول سے محروم کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا اس جہاد سے پھر نفس کے جہاد کی بھی عادت پڑے گی، اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی، عبادتوں کی بھی عادت پڑے گی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز عید پڑھائی آپ کھڑے ہوئے اور نماز کا آغاز کیا اور پھر لوگوں سے خطاب کیا۔ جب فارغ ہو گئے تو آپ منبر سے اترے اور عورتوں میں تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت حضرت بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے تھے اور حضرت بلالؓ نے کپڑا پھیلایا ہوا تھا جس میں عورتیں صدقات ڈالتی جا رہی تھیں۔ (بخاری کتاب العیدین باب موعظۃ الامام النساء یوم العید)

تو یہ تھیں اس زمانے کی عورتوں کی مثالیں۔ اس زمانے میں بھی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی ایسی عورتیں ہیں جو بے دریغ خرچ کرتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے بھی کئی مثالیں دی ہیں۔ خلافت ثالثہ میں بھی کئی مثالیں ہیں۔ خلافت رابعہ میں بھی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ اب بھی کئی عورتیں ہیں جو قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں، اپنے زیور اتار کر دے دیتی ہیں۔ تو جب تک عورتوں میں مالی قربانی کا احساس برقرار رہے گا اس وقت تک انشاء اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والی نسلیں بھی جماعت احمدیہ میں پیدا ہوتی رہیں گی۔

یہ جو مَیں بار بار زور دیتا ہوں کہ نومبائعین کو بھی مالی نظام کا حصہ بنائیں یہ اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے بڑا ضروری ہے کہ جب اس طرح بڑی تعداد میں نومبائعین آئیں گے تو موجودہ قربانیاں کرنے والے کہیں اس تعداد میں گم ہی نہ ہو جائیں اور بجائے ان کی تربیت کرنے کے ان کے زیر اثر نہ آ جائیں۔ اس لئے نومبائعین کو بہرحال قربانیوں کی عادت ڈالنی پڑے گی اور نومبائع صرف تین سال کے لئے ہے۔ تین سال کے بعد بہرحال اسے جماعت کا ایک حصہ بننا چاہئے۔ خاص طور پر نئی آنے والی عورتوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا الشُّح یعنی بخل سے بچو۔ یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 159 مطبوعہ بیروت)

پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں بخل کا بالکل سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بڑا ہی انذار ہے اس میں۔ پہلی قوموں

کی ہلاکت اس لئے ہوئی تھی کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پرانے احمدیوں کی بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانیوں کی اہمیت کو سمجھتی ہے لیکن اگر نئے آنے والوں کو اس کی عادت نہ ڈالی اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے لیت ولعل سے کام لیتے رہے تو پھر جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت خوفناک انذار فرمایا ہے۔ پس اس انعام کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی جو توفیق دی ہے اس کا شکر بجا لائیں اور آپ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی کرنے سے کبھی دریغ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس کا پیغام تو پھیلنا ہی ہے یہ تقدیر الٰہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ لیکن اگر تم نے کنجوسی کی تو اپنی کنجوسی کی وجہ سے تم لوگ ختم ہو جاؤ گے جس طرح کہ حدیث میں ذکر بھی ہے اور لوگ آ جائیں گے۔ جیسا کہ فرمایا ہے ﴿وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ﴾ (محمد:39) اور جو کوئی بخل سے کام لے وہ اپنی جان کے متعلق بخل سے کام لیتا ہے۔ پھر فرمایا ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ۔ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ﴾ (محمد:39) کہ اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے کر آئے گا پھر وہ تمہاری طرح سستی کرنے والی نہیں ہوگی۔

پس یہ مالی قربانیاں کوئی معمولی چیز نہیں ہیں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ ایمان مضبوط کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہونے کے لئے انتہائی ضروری چیز ہے۔ صحابہ کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پھل لگائے جس کا روایات میں کثرت سے ذکر آتا ہے۔ شروع میں یہی صحابہ جو تھے بڑے غریب اور کمزور لوگ تھے، مزدوریاں کیا کرتے تھے۔ لیکن جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی مالی تحریک ہوتی تھی تو مزدوریاں کر کے اس میں چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ حسب توفیق بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کیا کرتے تھے تا کہ اللہ اور اس کے رسول کا قرب پانے والے بنیں، ان برکات سے فیضیاب ہونے والے ہوں جو مالی قربانیاں کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہیں، جن کے وعدے کئے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا وہاں مزدوری کرتا اور اسے اجرت کے طور پر ایک مُد اناج وغیرہ ملتا تو اس میں سے صدقہ کرتا۔ تھوڑی سی بھی کوئی چیز ملتی تو صدقہ کرتا۔ اور اب ان کا یہ حال ہے انہی لوگوں کا جو سب مزدوری کرتے تھے۔ کہ ان میں سے بعض کے پاس ایک ایک لاکھ درہم یا دینار ہے۔

(بخاری کتاب الاجارۃ۔ باب من آجر نفسه ليحمل على ظهره ثم تصدق به......)

پس دیکھیں کہ ابتدائی حالت کیا تھی اور آخری حالت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان پر فضل فرمائے۔ ان کی قربانیوں کو کس طرح نوازا۔

چندوں کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ خسارہ کی حالت میں وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کے موقعوں میں تو صد ہا روپیہ خرچ کریں۔ اور خدا کی راہ میں پیش و پس سوچیں۔ شرم کی بات ہے کہ کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر پھر اپنی خست اور بخل کو نہ چھوڑے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی مرتبہ صحابہ پر چندے لگائے جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر رہے۔ سو مردانہ ہمت سے امداد کے لئے بلاتوقف قدم اٹھانا چاہئے۔ جو ہمیں مدد دیتے ہیں آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 156)۔ پس خدا کی مدد دیکھنے کے لئے ہر ایک کو اپنی قربانیوں کے معیار بلند کرنے چاہئیں۔

پھر آپ نے فرمایا: ”تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ مَیں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں ہاں تم پر یہ اُس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے“۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 498-497 منقول از ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز اردو ستمبر 1903ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو مَیں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدا تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے۔ اور میں پھر جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم و برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں“۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، اس ملک میں بھی اور پاکستان میں بھی اس کے پھیلانے کا کام وقف جدید کے سپرد ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے مالی قربانی کا فعّال حصہ بننا چاہئے۔ چاہے نئے آنے والے ہیں یا پرانے احمدی ہیں۔ اگر مالی قربانیوں کی روح پیدا نہیں ہوتی تو ایمان کی جو مضبوطی ہے وہ پیدا نہیں ہوتی۔ کوئی یہ نہ دیکھے کہ معمولی توفیق ہے، غریب آدمی ہوں اس رقم سے کیا فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کے جذبے اور خلوص سے دیئے ہوئے ایک پیسے کی بھی بڑی قدر ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہ قربانی کا ذکر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس طرح بھی محفوظ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک معذور اور غریب آدمی تھے حضرت حافظ معین الدین صاحب رضی اللہ عنہ کہ روایت میں آتا ہے ان کی طبیعت میں بڑا جوش تھا کہ وہ سلسلے کی خدمت کے لئے قربانی کریں حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ تھی کہ نہایت تنگی کے ساتھ گزارا کرتے تھے اور بوجہ معذور ہونے کے کوئی کام بھی نہیں کر سکتے تھے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پرانا خادم سمجھ کر لوگ محبت و اخلاص کے ساتھ کچھ نہ کچھ تحفہ وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔ لیکن حافظ صاحب کا ہمیشہ یہ اصول تھا کہ وہ اس روپیہ کو جو ان کو اس طرح لوگوں کی طرف سے تحفہ کے طور پر ملتا تھا، کبھی اپنی ذاتی ضرورت پر خرچ نہیں کرتے تھے، بلکہ اس کو سلسلے کی خدمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش کر دیا کرتے تھے۔ اور کبھی کوئی ایسی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے نہیں ہوئی جس میں انہوں نے حصہ نہ لیا ہو چاہے وہ ایک پیسہ ڈال کر حصہ لیتے۔ کیونکہ جو ذاتی حیثیت تھی اس حیثیت سے جو بھی وہ قربانی کرتے تھے یہ کوئی معمولی قربانی نہیں تھی چاہے وہ پیسے کی قربانی تھی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کئی دفعہ حافظ صاحب کی خدمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا تھا کہ حافظ صاحب بھوکے رہ کر بھی یہ خدمت کیا کرتے تھے۔ (اصحاب احمد۔ جلد 11 صفحہ 293)

پھر ایک اور دو بزرگوں کا نقشہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

”مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام دین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی جو شاید تین آنے یا چار آنے روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندے میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا“۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313-314)

جہاں یہ مثالیں غریب اور نئے آنے والے احمدیوں کو توجہ دلانے کے لئے ہیں وہاں جو اچھے کھاتے پیتے احمدی ہیں ان کے لئے بھی سوچ کا مقام ہے، ان کو بھی سوچنا چاہئے کہ وہ دیکھیں کہ کیا وہ جو

مالی قربانی کر رہے ہیں کبھی انہیں یہ احساس ہوا کہ واقعی یہ قربانی ہے۔ غریب آدمی تو بیچارہ اپنا پیٹ کاٹ کر چندہ دیتا ہے لیکن امراء اس نسبت سے دیتے ہیں کہ نہیں۔ اور اگر چندہ دینے کے بعد بھی کبھی احساس نہیں پیدا ہوا کہ کسی قسم کی قربانی کی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان میں بہت گنجائش موجود ہے۔

جیسے مَیں نے بتایا کہ وقف جدید کی تحریک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع فرمائی تھی اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں احباب جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو کامیاب بنانے میں پورا زور لگائیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد جماعت ایسا نہ رہے جو صاحب استطاعت ہوتے ہوئے اس چندے میں حصہ نہ لے‘‘۔

پس گزشتہ چند سالوں میں بھارت اور پاکستان میں، گو تھوڑی تعداد میں نئے آئے ہیں مگر افریقہ میں بڑی بھاری تعداد جماعت میں شامل ہوئی ہے۔ اگر آپ ان لوگوں کو جماعت کا فعال حصہ بنانا چاہتے ہیں اور وہ لوگ خود اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جماعت کا فعال حصہ بننا چاہتے ہیں تو پھر کوشش کر کے مالی قربانیوں میں حصہ ڈالیں اور اس کے لئے ابتداء میں وقف جدید میں ہی چاہے حصہ لیں۔ پھر آہستہ آہستہ دو تین سال میں جب عادت پڑ جائے گی تو باقی مالی نظام میں بھی شامل ہو جائیں گے اور یہ اس لئے ضروری ہے تاکہ ایمان میں بھی مضبوطی پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ کے ذہن میں جو منصوبہ تھا کہ اس تحریک سے کیا کیا کام لینے ہیں، کس طرح پھیلانا ہے، ایک موقع پر آپؓ نے اس کا ذکر فرمایا اور وہی پروگرام اب بھارت کو دیا گیا ہے۔ وقف جدید کے تحت اس وقت تقریباً پونے بارہ سو معلمین اور مبلغین کام کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی بھی میرے نزدیک کافی نہیں ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ: پس مَیں جماعت کے دوستوں کو ایک بار پھر اس وقف کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اسی قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے اور چاروں طرف رشد و اصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایک مربی ایک ضلع میں مقرر ہو گیا اور وہ دورہ کرتا ہوا ہر جگہ گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹے ٹھہرتا ہوا سارے ضلع میں پھر گیا۔ اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ ہمارے مربی کو ہر گھر ہر جھونپڑی تک پہنچنا پڑے گا اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب میری اس نئی سکیم پر عمل کیا جائے۔ (الفضل 11/جنوری 1958ء)

پھر آپ نے فرمایا کہ:

’’ہر جگہ ایسے آدمی مقرر کر دیئے جائیں جو اس علاقہ کے لوگوں کے اندر رہیں اور ایسے مفید کام کریں کہ لوگ ان سے متاثر ہوں اور وقف کے کام کرنے والے جو ہیں ان کی بھی ذمہ داریاں ہیں کہ ایسے مفید کام کریں کہ لوگ متاثر ہوں یہ انہیں پڑھائیں بھی اور رشد و اصلاح کا کام بھی کریں۔ اور یہ جال اتنا وسیع طور پر پھیلایا جائے کہ کوئی مچھلی باہر نہ رہے۔ پس جب تک ہم اس جال کو نہ پھیلائیں گے اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے‘‘۔ اگر یہ جال صحیح طرح پھیلا ہوا ہو تو ہم نومبائعین کو بڑی اچھی طرح سنبھال سکتے ہیں۔ ان کو قربانیوں کا احساس بھی دلا سکتے ہیں اور توجہ بھی دلا سکتے ہیں اور ان کو بڑی آسانی سے نظام کا حصہ بھی بنا سکتے ہیں۔ پس اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

پھر جہاں لوگ مالی قربانیاں دیں وہاں جو معلمین اور مبلغین ہیں وہ اپنی پوری پوری استعدادوں کو استعمال کریں۔ یہاں ہندوستان میں بھی اور پاکستان میں بھی اور دوسری جگہوں پر بھی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ تصور ہماری انتظامیہ کے ذہن میں بھی کئی جگہ پر آ گیا ہے۔ جماعتی عہدیداران کے اندر بھی موجود ہے کہ ہمارے، مربیان کی، معلمین کی جو تعداد ہے وہ کافی ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اب زمانہ ہے کہ ہر گاؤں میں، ہر قصبہ میں اور ہر شہر میں اور وہاں کی ہر مسجد میں ہمارا مربی اور معلم ہونا چاہئے۔ اب اس کے لئے بہر حال جماعت کو مالی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ تبھی ہم مہیا کر سکتے ہیں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر جماعت کے افراد کو اپنی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اپنے بچوں کی قربانیاں کرنی پڑیں گی کہ ان کو اس کام کے لئے پیش کریں، وقف کریں۔ اور یہ سب ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر بھی قائم ہوں۔ ہم نے صرف آدمی نہیں بٹھانے بلکہ تقویٰ پر قائم آدمیوں کی ضرورت ہے۔ آئندہ سالوں میں انشاء اللہ واقفین نو بھی میدان عمل میں آ جائیں گے لیکن جوان کی تعداد ہے وہ بھی یہ ضرورت پوری نہیں کر سکتے۔ یہ کام وسیع طور پر ہمیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آدمیوں کی ضرورت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ پر چلنے والے مربیان اور معلمین ہمیں مہیا فرماتا رہے۔

اب مَیں کچھ مالی جائزے پیش کرتا ہوں جو گزشتہ سال وقف جدید کی مالی قربانیوں کے تھے۔ کیونکہ ہم پاؤنڈوں میں Convert کرتے ہیں اور ساری دنیا کے چندے مختلف کرنسیوں میں ہوتے ہیں اس لئے ایک کرنسی بنانے کے لئے کرنسی سٹرلنگ پاؤنڈ میں رکھی جاتی ہے۔ جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کی کل وصولی 21 لاکھ 42 ہزار پاؤنڈ ہوئی جو اللہ کے فضل سے گزشتہ سال کی نسبت دو لاکھ پاؤنڈ زائد ہے۔ الحمد للہ۔ اور شامل ہونے والوں کی تعداد 4,66000 ہے۔ مَیں نے بھارت کو ٹارگٹ دیا تھا کہ اگر وہ کوشش کریں تو پانچ لاکھ شامل کر سکتے ہیں ابھی ان کی یہ کوشش جاری ہے لیکن ابھی تک اسے پورا نہیں کیا۔ بہر حال اکیاون ہزار نئے مخلصین اس وقف جدید کی تحریک میں شامل ہوئے ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، کی تعداد زیادہ قابل ذکر ہے۔ پھر جرمنی، کینیڈا، نائیجیریا وغیرہ ہیں۔ نائیجیریا میں تحریک جدید میں بھی، وقف جدید میں بھی، مالی قربانیوں کی طرف کافی توجہ پیدا ہو رہی ہے اور ماشاء اللہ کافی آگے بڑھ رہے ہیں۔ باقی افریقی ممالک کو بھی نیکیوں میں سبقت لے جانے کی روح کے تحت آگے بڑھنا چاہئے خاص طور پر غانا والے بھی اس طرف توجہ کریں۔ اور اسی طرح جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ ہندوستان میں بھی گو کہ تعداد میں اضافہ ہوا ہے لیکن کافی گنجائش موجود ہے کیونکہ ان کی رپورٹ کے مطابق گو اس وقت جو وقف جدید کی تحریک میں جو شامل ہیں ان کی کُل تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار ہے۔ اور گو اس سال 28 ہزار کا اضافہ ہوا ہے لیکن مَیں سمجھتا ہوں اگر ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور پوری طرح کوشش کی جائے تو یہ لاکھوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال پوری دنیا اس کا بھی انتظار کر رہی ہوتی ہے اب دنیا بھر میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتوں کی رپورٹ یہ ہے۔ اس میں امریکہ اول ہے پاکستان دوم اور برطانیہ تیسری پوزیشن پہ، جرمنی چوتھی پوزیشن پہ، کینیڈا پانچویں پہ۔ ہندوستان چھٹی پہ، انڈونیشیا ساتویں پوزیشن پہ بلجیم آٹھویں، آسٹریلیا نویں اور دسویں پہ سوئٹزرلینڈ۔ آسٹریلیا نے بھی اس دفعہ کوشش کی ہے اپنی دسویں پوزیشن سے نویں پر آئے ہیں۔

پاکستان میں چندہ بالغان اور اطفال کا علیحدہ علیحدہ بھی موازنہ کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بالغان میں اول لاہور، دوم کراچی اور سوئم ربوہ۔ اور اس میں مجموعی ترتیب کے لحاظ سے جو پہلی دس پوزیشنیں ہیں سیالکوٹ، راولپنڈی، اسلام آباد، گوجرانوالہ، میر پور خاص، شیخوپورہ، فیصل آباد، سرگودھا، کوئٹہ اور نارووال اضلاع ہیں۔

پھر اسی طرح دفتر اطفال میں جو پہلی تین پوزیشنیں ہیں۔ اول کراچی، دوئم لاہور، سوئم ربوہ۔ اور اس میں بھی جو اضلاع کی پوزیشن یہ ہے اسلام آباد اول، پھر سیالکوٹ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، راولپنڈی، میر پور خاص، فیصل آباد، سرگودھا، نارووال، کوئٹہ۔ تو یہ ہے ان کی وصولیوں کی کل پوزیشن۔

یکم جنوری 2006ء سے وقف جدید کا نیا سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے شروع ہو چکا ہے۔ آج اس کا اعلان بھی میں کر رہا ہوں۔ یہ وقف جدید کا اُنچاسواں سال ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سال میں پہلے سے بڑھ کر ثمرات عطا فرمائے۔ جماعت کے مالی قربانیوں کے معیار بھی بلند ہوں اور واقفین زندگی، مربیان، معلمین کے تقویٰ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کے معیار بھی بلند ہوں اور جماعت کے ہر فرد کو اپنی اہمیت اور ذمہ داری کا احساس بھی ہو اور ہم میں سے ہر ایک، ایک تڑپ کے ساتھ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا پیار سمیٹنے والا ہو اور اس کوشش میں رہے اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔

آج خطبہ لیٹ شروع ہوا تھا۔ باہر والے لوگ ایم ٹی اے کے انتظار میں بہت جلدی پریشان ہو جاتے ہیں یہاں کیونکہ بجلی کا مسئلہ رہتا ہے۔ ایک جنریٹر انہوں نے لگایا تھا وہ خراب ہو گیا تو دوسرا لگایا گیا اس کی صحیح طاقت نہیں تھی۔ اس وجہ سے ان کے سگنل صحیح نہیں جا رہے تھے اس لئے لیٹ ہوا۔ کیونکہ لوگ مجھے لکھنا شروع کر دیتے ہیں شاید مجھے کچھ ہو گیا ہے۔ تو یہ میری وجہ نہیں بلکہ بجلی کی خرابی کی وجہ ہے۔

برازیل

(اقبال احمد نجم شاهد)

یہ دنیا کا پانچواں بڑا ملک اور تقریباً امریکہ کے برابر ہے اور جنوبی امریکہ کا نصف ہے۔ اسکی سرحدیں سوائے ایکواڈور اور چلّی کے سب ممالک ساؤتھ امریکہ سے ملتی ہیں۔ شمال سے جنوب تک کوئی 4320 کلومیٹر اور مشرق سے مغرب تک 4328 کلومیٹر ہے۔ اس کی زمینی سرحدیں 15719 کلومیٹر اور ساحلی 7408 کلومیٹر ہیں۔ اور ساؤتھ امریکہ کی نصف آبادی یہاں رہتی ہے۔ اس ملک کے پانچ زون کئے جاسکتے ہیں۔ ایمازون کی ترائی جو اس ملک کا شمالی اور کچھ جنوبی حصہ ہے اور ملک کا 1/3 سے زیادہ ہے۔ بکثرت بارش ہوتی ہے۔ اور سیلاب آتے رہتے ہیں جنگلات سے یہ علاقہ پٹہ پڑا ہے۔ دوسرا زون دریائے Plata کا ترائی کا علاقہ ہے۔ یہاں بھی بھرپور جنگلات ہیں اور یہاں کا موسم ٹھنڈا ہے۔ پہلے زون کی طرح گرم نہیں ہے تیسرا زون ایمازون کے شمال کے بہت بلند علاقے ہیں جن میں جنگل ہی جنگل ہیں۔ گرم موسم میں 1250 ملی میٹر سالانہ تک بارش ہوتی ہے جبکہ زون نمبر ایک میں جو ایمازون کی ترائی کا علاقہ ہے 3750 سے لے کر 5000 ملی میٹر تک بارش ہوتی ہے۔ چوتھا زون ایمازون سے جنوب مشرقی اور دریائے Plata سے شمال مشرقی جانب کا علاقہ ہے جو 300 سے 900 میٹر بلند اور سلسلہ کوہ کا علاقہ ہے اس میں بلند چوٹی جو ہے وہ Pico de Bendera، 2898 میٹر ہے جبکہ تیسرے زون میں Pico de Neblina 3014 میٹر کی بلند چوٹی بھی موجود ہے جو گی آنا کی طرف وینزویلا کی سرحد پر واقع ہے۔ پانچواں علاقہ Great es carpamento کا علاقہ کہلاتا ہے اس میں چند ایک دریا بہتے ہیں۔ ایمازون دنیا کا بڑا دریا ہے اور اس علاقے کو دنیا کا پھیپھڑا بھی کہتے ہیں کیونکہ یہاں کے جنگل دنیا کو آکسیجن مہیا کرنے والے ہیں۔ یہاں اب تک پرانے طرز کی انڈین آبادیاں ہیں جو درختوں کے درمیان جھولا سا باندھ کر اس میں سوتے ہیں۔ کیونکہ اس علاقہ میں حشرات الارض کی بھی کثرت ہے یہاں کے پانیوں میں 500 سے زائد قسم کی خوبصورت مچھلیاں پائی جاتی ہیں اور بہت سے پرندوں کی اقسام بھی ہیں اور پودوں کی بھی بے شمار اقسام ہیں۔ Eil (ایل) مچھلی یہاں پائی جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے الیکٹرک شوک کے ذریعہ دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کا انتظام رکھا ہوا ہے چنانچہ ایمازون (Amazon) کی ترائی دریائے Plate کی ترائی تو بجانب guiana کی بلندیاں۔ ایمازون کا شمال اور برازیل کی بلندیاں اور جنوبی ایمازون کے جوانب اور اسکی ساحلی پٹی یعنی یہ دو بڑے دریاؤں کا علاقہ ہی برازیل کا ۳-۵ علاقہ بن جاتا ہے یہاں کا اوسط ٹمپریچر ۲۷ سنٹی گریڈ سے زیادہ رہتا ہے اور شمالی خشک علاقوں میں ۴۲ سنٹی گریڈ تک بھی ہو جاتا ہے recife سے لیکر Rio de janiso تک ٹمپریچر ۲۳ سنٹی گریڈ سے ۲۷ سنٹی گریڈ اور ساحل کے ساتھ ۱۸ سے ۲۱ سنٹی گریڈ رہتا ہے اور Rio de janiso سے لے کر urgency تک یعنی جنوب میں درجہ حرارت 17 سے لے کر 19 تک رہتا ہے۔

خاکسار کو ۱۹۸۵ سے لے کر ۱۹۸۸ تک یہاں بطور مبلغ اول رہنے کا موقع ملا ہے۔ اور میرا قیام Rio de janeiro میں رہا ہے کئی بار جنوبی برازیل میں سے ہوتے ہوئے پاراگوائے اور ان کے دارالخلافہ برازیلیاء جانے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ یہ ملک بلکہ یہ سب علاقے قدرتی دولتوں سے مالا مال ہیں۔

سیاست اور سوشل تاریخ

سب سے پہلے یہاں ۱۵۰۰ میں pedro Alrares اور اس کے پیچھے پیچھے Amerigo vespuca کو پرتگال سے بھجوایا گیا تاکہ زیادہ معلومات حاصل کرنے اور پرتگالیوں نے یہاں پر حکومت کرنے کا طریق پرانے جاگیرداری کا نظام جیسا رکھا۔ سربراہ کی اس حیثیت کو capitania کہا جاتا تھا اور بعد میں یعنی ۱۵۷۲ میں اس کو وائسرائے کہا جانے لگا۔ اور اسی سال برازیل کی نوآبادی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک کا دارالخلافہ salvador کا شہر مقرر کیا گیا۔ پرتگالی بادشاہ یہاں سے ذاتی اور ریاستی محصول کا مطالبہ کرتا تھا۔ 1807ء میں جب فرانس نے پرتگال پر حملہ کیا تو بادشاہ joao vi برازیل آگیا۔ جس کو بحفاظت برطانوی نیوی نے پہنچایا تھا Rio de Janiero کا شہر بادشاہ کی راجدھانی بن گیا۔ برٹش نیوی نے جو خدمت سرانجام دی تھی اس کا عوضانہ یہ ملا کہ برازیل کی تمام بندرگاہیں اُن کے لئے کھول دی گئیں تاکہ وہ آزادانہ کاروبار کرسکیں۔ بادشاہ امن ہونے پر 1821ء کو پرتگال لوٹ گیا اور برازیل میں اپنے بیٹے خوبصورت پیدرو کو چھوڑ گیا۔ اس نے حکومت کا کنٹرول برازیلی پارلیمنٹ کو دینے سے انکار کردیا اور 7 ستمبر 1822ء کو محافظِ برازیل کا لقب اختیار کرکے یہاں کا بادشاہ بن گیا۔ چنانچہ یکم دسمبر 1822ء کو شہر Rio میں اُسے تاج پہنایا گیا۔ اس کی بدقسمتی کہ شمال میں بغاوت ہوگئی اور Urugnay کا چھوٹا سا ملک علیحدہ ہوگیا اور اُس نے آزادی کا اعلان کردیا۔ یہ اپنی ذاتی زندگی میں عیاش اور عاشقانہ مزاج کا شخص تھا۔

بالآخر ایک فوجی کاروائی کے ذریعہ سے اِسے مجبور کیا گیا کہ اپنے بیٹے Pedro II کے حق میں دستبردار ہو جائے چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا اور اپنی حکومت اپنے بیٹے کے سپرد کردی۔ یہ چھوٹی عمر کا تھا اس کی بہن Isabel حکومت کے کاموں میں اس کی مدد کرتی رہی۔ یہ لبرل تھے اور اس کے زمانہ میں تعلیم رسل و رسائل زراعت میں کافی ترقی ہوئی۔ بدعنوانی کا قلع قمع کیا گیا۔ اس نے یورپ سے نقل مکانی کی حوصلہ افزائی کی۔ 13 مئی 1888ء کو غلامی کو ختم کردیا گیا۔

فوج اور نیوی 1889ء تک جبکہ پاراگوائے نے جنگ چھیڑ دی تھی بے تعلق سے رہے۔ بادشاہ دو سال بعد یورپ چلا گیا اور پیرس کے ایک ہوٹل میں وفات پائی۔ برازیل کے انقلابیوں نے حکومت پر قبضہ کرلیا 1922ء میں جب آزادی کی سالگرہ منائی گئی تو بادشاہ کے خاندان کو برازیل آکر رہنے کے لئے دعوت دی گئی۔ اور بادشاہ سابق Don pedro کا جسم یورپ سے لاکر Petro polis کے کیتھڈرل میں دفنایا گیا۔ یہ شہر 1962ء تک برازیل کا سرمائی دارالخلافہ رہا۔ گرمیوں میں اسمبلی کے سیشن Rio کی بجائے یہاں ہوتے تھے۔ اب یہاں ٹیکسٹائل انڈسٹری نے کافی ترقی کی ہے۔ اور سیاحت کا مرکز بھی ہے۔ خوبصورت مناظر کے لحاظ سے ہائیکنگ اور گھوڑ سواری اور سائیکلنگ کے لئے اچھی جگہ ہے یہاں پر میوزیم امپیرئل بھی ہے اور یہاں کے لوگ بھی اندرون برازیل کے ہونے کی وجہ سے بندرگاہ کے لوگوں سے نسبتاً سنجیدہ ہیں۔ بس rio سے ہر 30 منٹ کے بعد Noro Rio Rodoviaria سے چلتی ہے یہاں ہر طرح کی سہولیات موجود ہیں اور گرمی بھی کم ہوتی ہے اور سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا مشن بھی اس شہر میں 1889 سے کام کر رہا ہے اور آج کل وہاں پر مکرم وسیم احمد صاحب ظفر مشنری انچارج ہیں۔

برازیل کی پرانی ریپبلک کی تاریخ یوں ہے 1889ء سے 1930ء تک یہ ملک کئی انقلابی تحریکات کا مرکز رہا۔ برازیل نے جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا اور پھر برازیلی دستے اٹلی میں جا کر لڑتے رہے۔ پھر انقلابی لیڈر Getulio Vargas نے جو Rio کے صوبے کا گورنر بھی تھا اور غریبوں کا مائی باپ اور ہمدرد کہلاتا تھا۔ یہاں کے صدر واشنگٹن لوئیس کو فارغ کر کے خود صدارت سنبھال لی اور بلا شرکتِ غیر صدر اور ڈکٹیٹر بن گیا۔

ماڈرن نقل مکانی 1850ء تک تو شروع نہ ہوئی تھی 1884ء سے 1954ء کے دوران یورپ سے ہی صرف 4,6 ملین لوگ آئے تھے جن میں 32 فیصدی Italien (اٹیلین) 30 فیصدی پُرتگالی 14 فیصدی سپینش 4 فیصدی جرمن اور باقی دیگر قومیتوں کے 50 ہزار کے قریب لوگ ہوں گے۔ یہاں ایک ملین جاپانی بھی ہیں جو برازیلین جاپانی نسل کے ہیں یہاں کی موجودہ آبادی میں 54 فیصد سفید فام اور 40 فیصدی مخلوط اور 5 فیصد ایفرو برازیلین ہیں باقی یا انڈین ہیں یا ایشین ہیں۔ بہت نسلیں یہاں آپس میں مخلوط ہوئی ہیں۔ برازیلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چھ نسلیں بنائیں اور ہم نے انہیں خلط ملط کر کے ساتویں نسل بنادی۔ یہ اچھی بات ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو یہاں پہلے برازیلی کہتا ہے پھر کچھ اور۔ چنانچہ سفید فام جنوب کی طرف چھائے ہوئے ہیں۔ جہاں یورپین مہاجرین کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ شمال کی طرف ایسا نہیں ہوا۔ جرمن مہاجرین بھی کثرت سے جنوبی امریکہ میں پناہ گزین ہیں اور برازیل میں بھی بکثرت صوبہ Santa Catarina اور صوبہ Rio Grande De Sul اور صوبہ Parana میں بیٹھے ہیں۔ اور انکی پیروی میں مزید جرمن، اٹیلین، پولش اور سلواکین آتے چلے گئے۔ انہوں نے ڈیری فارم اور کسانوں کا کام شروع کیا۔ مختلف جگہوں پر ان تینوں صوبوں میں خاص طور پر اپنی زبان تہذیب رہن سہن کو سنبھالے بیٹھے ہیں۔

برازیلی کلچر زیادہ تر مجموعی طور پر افریقین اثرات لئے ہوئے۔ یہ ان لوگوں کی اولادیں ہیں جن کو بطور غلام کے افریقین ممالک سے بیگار کے لئے لایا گیا تھا۔ ان کی وجہ سے اس ملک کا میوزک، مذہب دسترخوان بہت متاثر ہوا ہے۔ Saoluis, Bahia,Sanpablo کے صوبوں میں افریقین کلچر کے زیادہ اثرات پڑے ہیں۔ یہاں تمام ملک میں سیاہ فام نسل کے خلاف کوئی کھچاوٹ نہیں ہے یورپ اور امریکہ کے لوگ برازیلیوں کو کلر بلائینڈ کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اسلام کے قریب ہیں اس ملک میں 221 قبائلی گروپ پائے جاتے ہیں اور چار زبانوں کے بولنے والے بڑے گروپ ہیں جو یہ ہیں۔ TupiGuraniGe Arawak بعد میں زیادہ آبادی ساحلی علاقوں میں یا شہروں کی طرف مرتکز ہوگئی۔ پُرتگالیوں نے زراعت سے زیادہ فائدہ اٹھایا Sao Paulo اور Mina میں زیادہ ترقی ہوئی۔ یہاں سونا چاندی اور قیمتی پتھر نکلتے ہیں شہروں میں آبادی کے ارتکاز سے سوشل مسائل مثلاً بے روزگاری۔ جرائم۔ رہائش وغیرہ پیدا ہوگئے۔ Espiritusanto Bahia-Goiais-Minas جو افریقین برازیلیوں کے مراکز ہیں۔ ناچ گانے کے زیادہ رسیاہ ہیں۔ یہ لوگ Yoruba مذہب و نسل کی وہ افریقین غلاموں کی اولادیں ہیں جو نائیجیریا سے پکڑ کرلائے گئے تھے۔ یہ اپنے دیوتا Orixas کی اپنے ناچ میں بھی پوجا کرتے ہیں para اور Amazona صوبوں میں کریبئین اثرات ہیں۔

معاشیات

لاطینی امریکہ کی عظیم ترین اور دنیا کی دسویں بڑی معاشی طاقت ہے۔ لیکن Per capita آمدنی لاطینی امریکہ کے تمام ممالک سے کم ہے پہلے تو سب کچھ ریاست کے ہی کنٹرول میں ہوتا تھا 1945 کے بعد پبلک سیکٹر کی طرف توجہ ہوئی۔ انرجی۔ ہیوی انڈسٹریز۔ ٹرانسپورٹ کی مشینری میں پیسہ لگایا جانے لگا اور 1990 میں ملک مارکیٹ اکانومی کی طرف مڑا، جسمیں ریاست کا زیادہ کردار نہ تھا۔ یہ بہت بڑا زرعی ملک ہے اور زرعی اجناس برآمد کرنے والا ملک ہے دنیا کی سب سے زیادہ کافی یہاں ہوتی ہے سویا اور سنگترے کا جوس پیدا کرنے والا بڑا ملک ہے نیز دنیا کا Cocoa پیدا کرنے والا بڑا ملک ہے اسی طرح گنا اور شکر بھی بہت پیدا کرتا ہے۔ جنگلات اور ماہی گیری کے ذریعہ اور گوشت کے ذریعہ بھی کافی غیر ملکی کرنسی حاصل کرتا ہے۔ لیکن یہاں عجیب بات یہ ہے کہ 10% کسانوں نے ملک کے 80% زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہ ملک کان کنی کے اعتبار سے بھی بڑا امیر ملک ہے دنیا کے مثلاً لوہے کے تیسرے بڑے ذخائر یہاں موجود ہیں جو Minas اور Amazono میں ہیں۔ ٹین۔ پیتل اور مگنیشیا یہ برآمد کرتا ہے کان کنی کی کمپنیاں اب 74% پرائیوٹ سیکٹر کو فروخت کر دی گئی ہیں۔ Curv کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ انہیں Carajas میں 150 ٹن سونا ملا ہے۔ جو لاطینی امریکہ کی سونے کی سب سے بڑی کان ہو گی جہاں سے 10 ٹن سونا سالانہ نکالا جائے گا CVRD دنیا کا سب سے بڑا کان کن گروپ ہے جن کو 40 بیلیئین ڈالر کے Explorate کے حقوق حاصل ہیں اور ان کے پاس 500 سال تک کے لوہے کے ریزرو موجود ہیں۔ برازیل کار انڈسٹری میں گھریلو ضرویات کو پورا کرتا ہے اور یہ ملک دو ملیئین vehicles سالانہ تیار کرتا ہے اور دینا کے پہلے دس ملکوں میں سے ایک ہے۔ یہاں مکینیکل اوزار، کیمیکل اور ٹیکسٹائل کی بھی پیداوار ہوتی ہے۔ ادارہ Petrobras جو نصف پرائیوٹ ہے کے ذریعہ 1999 میں تیل کی اوسط پیداوار 1.1 ملین بیرل سالانہ تھی 1043 بلین ریزور موجود ہیں اور گیس قدرتی کے ریزور 147 بلین کیوسک میٹر۔ بجلی اور انرجی کی پیداوار میں بھی نمایاں ترقی ہوئی ہے۔

1990 میں نئی کرنسی متعارف کرائی گئی ملکی معیشت کو متوازن کرنے کی کوشش کی گئی کیونکہ 1970 میں بڑے پراجیکٹس کے لیئے قرضے لئے گئے تھے۔ 1980 میں ان کو ری شیڈول کرایا گیا 1983 سے 1985 تک IMF نے کچھ سہولتیں انہیں مہیا کیں جس سے سود کے دباؤ کو کم کرنے میں کچھ مدد ملی لیکن موجودہ برازیل بہت زیادہ مقروض ملک ہے۔ یکم جولائی 1944 کو دوبارہ نئی کرنسی سے ملک کو متعارف کرایا گیا۔ IMF نے 14,5 بلین ڈالر کا Rescue Package دیا۔ IMF اور امریکہ کو یہ ڈر بھی تھا کہ برازیل کی دگرگوں حالت کا دوسرے ہمسایہ ملکوں کی معیشت پر بھی برا اثر پڑے گا۔ لیکن IMF کی سکیم کامیاب نہ ہوسکی اور نتیجۃً بنک کے مرکزی صدر نے استعفیٰ دے دیا۔

حکومت

یہاں ملٹری دور کا 1967 کا آئین چل رہا تھا پھر 1988 میں اس کی تجدید کی گئی سینٹ کے 81 ممبر ہیں اور اسمبلی کے 513۔ عدلیہ آزاد ہے اور 5 سال کے لیئے صدر کا انتخاب ہوتا ہے۔ صوبوں میں گورنر بھی ہوتے ہیں یہاں کا صدر مقام اب Brasilia ہے یہ نیا تعمیر شدہ شہر ہے اس میں خاص بات یہ ہے کہ کوئی Crossing نہیں ہے یا اوپر سے یا نیچے سے سڑک گزار دیا گیا ہے نائب صدر Jose Sarny نے مارچ 1985 میں صدر کے لیئے حلف اٹھایا کیونکہ صدر برازیل SR.Neves کی موت واقع ہوگئی تھی۔ اِس کے بعد Fernando Collar de Mello نے 53 فیصد ووٹ لے کر بائیں بازو کو ہرا دیا۔ بدعنوانیوں میں ملوّث ہونے کی وجہ سے 21 دسمبر 1992 کو استعفیٰ دینا پڑا اور نائب صدر نے چارج سنبھال لیا اور انہوں نے انفلیشن کے خلاف ایک Pakage پیش کیا کہ ایک دفعہ پھر ملک میں نئی کرنسی متعارف کرائی گئی۔ باوجود اتنا کچھ ہونے کے جب ایک دفعہ یہ ملک ورلڈ بنک کی گود میں جا پڑا تو وہاں سے نکلنا مشکل ترین ہوتا جا رہا ہے اگر یہ خود کفالت کی معیشت پر عمل کریں تو شاید اس دلدل سے باہر نکل آئیں۔

دنیائے مذاہب

کیا بائبل کی تعلیم اس زمانہ میں بھی قابل عمل ہے؟

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

سڈنی کے ایک بشپ Rev.Nigel Fortescue نے بظاہر تو معقول بات ہی کہی تھی کہ یہ ہرگز مناسب نہیں کہ بائبل کی تعلیم کے اُس حصہ کو تو لے لیا جائے جو پسند آئے اور دوسرے حصہ کو جو دل کو نہ بھائے نظرانداز کردیا جائے۔ اوراس معاملہ میں Pick & Choose نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن اُن کی یہ معصوم سی بات سخت تنقید کا نشانہ بنی ہے۔ ناقدین کہتے ہیں کہ جب بائبل کی تعلیم کا ایک حصہ اس زمانہ میں قابل عمل ہے ہی نہیں تو سب احکام کے ساتھ مساوی سلوک کیسے ممکن ہے۔ سڈنی مارننگ ہیرلڈ 28/نومبر 2005ء میں شائع شدہ چند خطوط کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

❁...... ایک صاحبہ Catherine Cummings لکھتی ہیں:

’’ریورنڈ نائیگل صاحب کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ بائبل کی تعلیم کے ایک حصہ کو تو ہم لے لیں اور دوسرے حصہ احکام کو نظرانداز کردیں۔ اگر ان کی یہ بات مان لی جائے تو جہاں ہمیں Levitics 18:22 کی اس تعلیم کو قبول کرنا چاہئے کہ ہم جنس پرستی ایک قابل نفرت فعل ہے وہیں ہمیں Deuteronimy 21:18-21 کی اس تعلیم پر عمل کرنا چاہئے کہ ایسے ضدّی اور باغی بیٹے جو اپنے والدین کے نافرمان ہوں انہیں گاؤں کے گیٹ پر سنگسار کرکے مار دینا چاہئے۔ ویسے جہاں تک میرا تعلق ہے مَیں اس سزا کے کوئی بہت زیادہ مخالف نہیں ہوں اس لئے کہ میرا کوئی بیٹا ہی نہیں ہے۔ لیکن اس تعلیم پر عمل کرنے میں جو اصل دشواری پیش آسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آج کل گاؤں کے باہر کوئی گیٹ ہی نہیں ہوتے (جہاں پر نافرمان بیٹوں کو لے جا کر سنگسار کیا جاسکے)‘‘۔

❁...... ایک صاحب Dawn Cameron لکھتے ہیں:

’’ریورنڈ صاحب کو لِنڈا مارس صاحبہ کے اعتراض کے جواب میں صرف اتنا کہنا ہی کافی تھا کہ محترمہ آپ عورت ہونے کے ناطے کوئی کارآمد اور اچھی بات کہہ ہی نہیں سکتیں۔ عورت کو اپنی حدود کے اندر رہنا چاہئے۔ اُس کو بس اتنا ہی حق ہے کہ اگر کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی تو وہ اپنے خاوند سے اس کا مطلب پوچھ لیں کیونکہ 1-Corinthian 14:34-35 میں لکھا ہے:

’’تمہاری عورتوں کو چاہئے کہ چرچوں میں خاموش رہا کریں کیونکہ انہیں وہاں بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان کے لئے یہی حکم ہے کہ اطاعت گزار رہیں جیسا کہ قانون (شریعت) میں کہا گیا ہے۔ اگر وہ کچھ سیکھنا چاہتی ہیں تو گھروں میں اپنے خاوندوں سے پوچھ لیا کریں کیونکہ عورت کے لئے چرچ میں بولنا شرمناک ہے‘‘۔

❁...... ایک اور صاحب Caven Tootell لکھتے ہیں:

’’ریورنڈ صاحب کا ارشاد ہے کہ خدا کی ساری باتوں پر کان دھرنا چاہئے۔ چلو مان لیا پر براہ مہربانی اس حکم کی تو ذرا وضاحت فرمائیں جو Leviticus 25:44-46 میں مذکور ہے جس کے مطابق مَیں جتنے غلاموں کا چاہوں مالک بن سکتا ہوں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں بشرطیکہ انہیں ہمسایہ اقوام سے خریدا گیا ہو۔

میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ نیوزی لینڈ کے لوگ اس شرط کو پورا کرتے ہیں (یعنی مَیں ان کو غلام یا لونڈی بنا سکتا ہوں)۔ لیکن تسمانیہ (جو آسٹریلیا کا ہی ایک جزیرہ اور ریاست ہے) کے لوگ ہمسایہ قوم ہونے کی شرط کو پورا نہیں کرتے۔ لیکن میرا سوال یہ ہے کہ مَیں تسمانیہ کے لوگوں کا مالک کیوں نہیں ہوسکتا؟

ایک اور بات یہ ہے کہ میرا ایک ہمسایہ ہے جو سبت یعنی ہفتہ کے روز بھی کام کرنے پر اصرار کرتا ہے۔ حالانکہ Exodus 35:2 میں صاف لکھا ہے کہ ایسے شخص کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہئے۔ کیا میرا یہ اخلاقی فرض نہیں بنتا کہ مَیں اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کردوں۔ یا پھر کیا مَیں بائبل کے اس حصہ کو کاٹ دوں‘‘۔

(ماخوذ از سڈنی مارننگ ہیرلڈ 28-11-05)

بائبل کے ایسے احکام جو آج کی دنیا میں ناقابل عمل ہیں ان میں سے کچھ تو بطور نمونہ منصف مزاج عیسائیوں نے خود ہی پیش کردئے ہیں اگرچہ ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ ایسی تعلیم وقتی ہو تو ہو مستقل نہیں ہوسکتی۔

اس کے مقابلہ میں قرآن کریم کا کمال یہ ہے کہ اس کی تعلیم زمان ومکان کی قیود سے آزاد ہے اور ہر زمانہ اور ہر ملک میں قابل عمل ہے۔ فالحمدللہ علی ذلک

❁❁❁❁❁❁

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر)

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

مجھے خونی مُلّاں سے بچاؤ

صدر پاکستان جناب پرویز مشرف صاحب کی تقریر کا ایک اقتباس:

’’ملک کو انتہا پسندوں اور دہشت گردوں سے خطرہ ہے۔ انتہا پسند شہریوں کو تقاریر اور مختلف طریقوں سے گمراہ کررہے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف پاکستان میں بلکہ پاکستان کو دنیا بھر میں خطرہ ہے۔ اس ملک کی عوام ان انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کو مسترد کردیں۔ یہ صرف ملک سے باہر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ اگر ملک کو بچانا ہے تو مولویوں کو مسترد کرنا ہوگا ...... مَیں ملک کو ڈوبتا ہوا نہیں دیکھ سکتا‘‘۔ (روزنامہ ایکسپریس، فیصل آباد 19/مارچ 2005ء صفحہ 6)

❁❁❁❁❁❁

اصلی اسلام کے باغی

نقشبندی مسلک کے صوفی مشرب میاں شیر محمد شرقپوری (ولادت 1866ء۔ وفات 30/اگست 1929ء) نے ایک دفعہ مجلس میں واشگاف الفاظ میں کہا:

’’یہ مسلمانوں کے بچے ہیں کہ بسم اللہ کے معنی بھی نہیں جانتے۔ انگریزی کو تو بغیر معنوں کے کوئی نہیں پڑھتا مگر ...... خدائی قانون کی کوئی خبر نہیں کہ قرآن شریف میں کیا حکم ہے۔ اب تو انگریز بن گئے اب تم لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ انگریز رسول اللہ کا حکم پڑھا کرو......‘‘۔

’’اب تو سارے زمانے کا یہی حال ہے۔ کوئی بھی دین کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ مولویوں نے تو اپنی اپنی خواہش کے مطابق قرآن شرف کے معنی گھڑ لئے اور فرقہ بندی کرلی اور اپنی عزت اور توقیر کے درپے ہوگئے۔ اصل اسلام کو چھوڑ دیا‘‘

(خزینۂ معرفت صفحہ 155۔ از صوفی محمد ابراہیم قصوری۔ ناشر پروگریسو بکس اردو ادب بازار لاہور۔ اشاعت 1982ء)

اسی طرح انہوں نے کئی مواقع پر فرمایا:

لوگوں کو لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر پورا پورا یقین نہیں ہے۔ اگر یقین ہو تو اعمال درست ہوجائیں۔

زباں سے کہتے ہیں سب لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
عمل اس پر نہیں ہے لیکن مَعَاذَاللّٰہ‘‘۔

(ایضاً صفحہ 236)

❁❁❁❁❁❁

پاکستان اور مردم شماری

مندرجہ بالا عنوان سے پاکستان کے شاعر طناز اور مزاح نگار جناب مجید لاہوری (ولادت 1913ء۔ وفات 26/جون 1959ء) کی ایک نظم کے چند منتخب اشعار:

ہو گیا کام اب مردم شماری کا تمام
پوچھتا ہے آپ سے یہ آپ کا ادنیٰ غلام
آدمی ہی آدمی آباد ہیں اس دیس میں
آدمی کتنے ہیں لیکن آدمی کے بھیس میں
کس قدر انسان ہیں اور کس قدر حیوان ہیں
ہیں فرشتے کتنے اور کتنے یہاں انسان ہیں
بھیڑیئے کتنے ہیں اور بھیڑوں کی کیا تعداد ہے
کتنے چیتے اور کتنی خرس کی اولاد ہے
مردم آزاروں کی بھی مردم شماری کیجئے
اور ڈان اخبار میں اعلان جاری کیجئے
خرس کا سر، شکل بندر کی ہے منہ خنزیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے انسان کی تصویر کا

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ:

تَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ فَزَعَۃ فَیَصِیْرُ النَّاسُ اِلٰی عُلَمَآءِ ھِمْ فَاِذَاھُمْ قِرَدَۃَ وَّ خنَازِیْرَ۔

(الحکیم عن ابی امامۃ کنزالعمال جلد 14 صفحہ 280 تالیف حضرت علامہ علی المتقی۔ ناشر موسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان اشاعت 1405ھ 1985ء)

یعنی میری پوری امت پر بادل کی سی تاریکی چھا جائے گی تب وہ اپنے علماء کی طرف جائیں گے تو وہ بندر اور سؤر بن چکے ہوں گے۔

مذکورہ بالا نظم کے آخری شعر میں اسی حدیث رسول ؐ کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ بنابریں ہمارا خیال ہے کہ اگر آج جناب مجید لاہوری زندہ ہوتے تو وہ پاکستان کی روشن خیال اور مساوات اسلامی کی علمبردار حکومت سے ضرور مطالبہ کرتے کہ ملک کی انتخابی لسٹوں میں سے بندروں اور سؤروں کو نکال دیا جائے اور فوری طور پر پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بجائے مردم شناس یا مردم آزار کے الفاظ درج کئے جائیں۔ اور اگر کسی مردم آزار کو بیرون ملک جانے کی اجازت دی جانا ضروری سمجھی جائی تو اس میں ’’مردم آزار‘‘ کا لفظ لکھا جائے تا یہ مخلوق دیارِ حبیب کی مقدس سرزمین کو ناپاک نہ کردے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں اللہ جلّشانہ کی بارگاہ میں فریاد ہے ؎

ابلیس کا سر پاؤں سے تو اپنے مسل دے
ایسا نہ ہو پھر کعبہ کو بت خانہ بنا دے

(الفضل 30/دسمبر 1944ء)

آثار و کوائف احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے محبوب بندے سیدنا المصلح الموعودؓ کی درد وکرب میں ڈوبی ہوئی اس 60 سالہ دعا کی قبولیت کا زمانہ قریب سے قریب تر آن پہنچا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پوری اسلامی دنیا گھٹا ٹوپ بادلوں کی ظلمتوں میں بھٹک رہی ہے مگر سچے وعدوں والا خدا ماہتابِ خلافت کے ذریعہ امت مرحومہ کو قرن اوّل کے انوار وبرکات کی جلوہ گاہ بنادے گا اور وہ پھر سے عہد رفتہ کی شان وشوکت کے منار بلند تر تک پہنچنے میں ضرور کامیاب ہوجائے گی:

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

❁❁❁❁❁

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

بقیہ: دورہ بھارت از صفحہ نمبر 16

تغلوال کے پرنسپل شری سورن سنگھ ورک اور گگن دیپ سنگھ کے علاوہ سکول اور کالجوں کے اساتذہ اور طالبات بھی شامل ہوئیں۔

اس موقع پر جماعت احمدیہ کے روحانی خلیفہ نے بابا آیا سنگھ ریاڑ کی کالج کی طالبات کو پن (قلم) یادگاری تحفہ کے طور پر دیئے اور فرمایا: پنجاب میں بابا آیا سنگھ ریاڑ کی کالج کے پرنسپل نے بچیوں کی تربیت کا بیڑا اٹھایا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ: آپ خوش نصیب ہیں جو آپ کو ایسا رہبر ملا ہے۔ اچھی مائیں، اچھی ٹیچر ہوتی ہیں۔ مائیں ہی ہیں جو آئندہ قوم کی تعلیم وتربیت وترقی کی سنگ میل ہوتی ہیں۔

سابق منتری پنجاب سیوا سنگھ سیکھوان نے کہا کہ مَیں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ جماعت احمدیہ کے روحانی خلیفہ اتنی روشن وکھلی ذہنیت کے مالک ہوسکتے ہیں۔ اور مجھے سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ وہ پنجابی ہیں۔ مَیں نے جب ان سے لڑکھڑاتی اردو میں بات کرنا چاہی تو حضور نے مجھے کہا کہ تم پنجابی میں بات کرو اور انہوں نے بہت ہی اچھی پنجابی میں گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ جب مَیں نے حضور سے کب تک رہنے کی بات کی تو حضور کا جواب تھا کہ میرا دل ہے کہ مَیں یہاں ہی رہ جاؤں''۔

❁...... روزنامہ 'دینک جاگرن جالندھر' نے اپنی 19/دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور کی تصاویر کے ساتھ خبر دی۔ ایک تصویر میں حضور انور کالج کی طالبات کو پن عطا فرما رہے ہیں۔ جبکہ دوسری تصویر میں حضور انور بعض معزز مہمانوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور حضور نے اپنے گلے میں وہ چادر ڈالی ہوئی ہے جو حضور انور کو اکالی دل نیتا سنگھ نے پہنائی تھی۔

❁...... اخبار 'روزنامہ امر اجالا' نے خبر شائع کرتے ہوئے لکھا کہ ''قادیان کے راج نیتاؤں کی خلیفہ سے ملاقات''۔

❁...... روزنامہ 'اتم ہندو' اور روزنامہ 'چڑھدی کلا، پٹیالہ' نے اپنی 19/دسمبر 2005ء کی اشاعت میں لکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو پنجاب سرکار نے سٹیٹ گیسٹ قرار دیا۔

❁...... روزنامہ 'نواں زمانہ جالندھر' نے اپنی 19/دسمبر 2005ء کی اشاعت میں ''احمدیہ جماعت کے خلیفہ کی طرف سے قوم کے نام پہلا خطاب'' کے عنوان سے خبر شائع کی۔

اسی طرح بعض اخبارات نے پاکستان اور بھارت کے مختلف شہروں سے آنے والے قافلوں کے بارہ میں بھی خبریں شائع کیں۔

20/دسمبر 2005ء بروز منگل:

صبح چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک قادیان میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

آج پروگرام کے مطابق گیارہ بجے فیملی وانفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ملاقات کرنے والوں میں سعودی عرب سے آنے والے احباب کے علاوہ پاکستان کی جماعتوں کراچی، ربوہ، سرگودھا، بہاولپور، بہاولنگر اور ہندوستان کی جماعتوں Charkote، Channai، Gang Tok، Kanpur، Rishi Nagar، Hasilpur، Shorat، Kerang اور Bharadt Pur کی مجموعی طور پر 23 خاندانوں کے 215 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔

بہشتی مقبرہ کا وزٹ

چار بج کر چالیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ، دارالمسیح سے باہر تشریف لائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ آج بھی بہشتی مقبرہ جانے والے راستوں کے اردگرد قادیان کے مکینوں اور پاکستان اور دوسرے ممالک سے آنے والے احباب جماعت کا ایک ہجوم اپنے پیارے آقا کے دیدار اور ایک جھلک دیکھنے کے لئے کھڑا تھا۔ حضور انور کو دور سے دیکھتے ہی ان عشاقان کے ہاتھ بلند ہوجاتے ہیں اور ہر طرف سے السلام علیکم حضور! کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ احباب بڑے جوش اور والہانہ انداز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے اور اس مبارک اور پیاری بستی قادیان کی فضا بار بار نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی ہے۔ اس کے گلی کوچوں اور مکانوں سے لحہ لحہ توحید الٰہی کا اقرار ہوتا ہے۔ یہ دن بڑے ہی مبارک ہیں اور قدم قدم پر روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔

فیملی ملاقاتیں

بہشتی مقبرہ سے واپسی پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور پانچ بجے ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ملاقات کرنے والوں میں ہندوستان کی 17 جماعتوں Kerang، Kaita، Yadgir، Noonamai، Kardapally، Rishinagar، Amroha، Balsoo، Yaripura، Ansoor، Rajori، Sora، Bhadrak، Laharka، Andoora، Bharatpur، Calicut کے علاوہ پاکستان کی جماعتوں ربوہ، راولپنڈی، گوجرانوالہ، منڈی بہاؤالدین، فیصل آباد، لاہور، ناصر آباد، بہاولپور سے مجموعی طور پر 22 خاندانوں کے 220 افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام سات بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

اخبارات میں کوریج

آج بھی اخبارات نے خبروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔

❁...... روزنامہ 'ہند سماچار جالندھر' نے اپنی 20/دسمبر 2005ء کی اشاعت میں ڈی سی ضلع گورداسپور کی حضور انور کے ساتھ ملاقات کی تصویر اور رپورٹ شائع کی۔

❁...... اخبار ''دینک جاگرن'' جالندھر نے بھی تصویر کے ساتھ ڈی سی اور ایس ڈی ایم کی حضور انور کے ساتھ ملاقات کی رپورٹ شائع کی۔

❁...... اخبار ٹربیون، چندی گڑھ، اجیت سماچار، دینک جاگرن اور اجیت جالندھر نے پاکستان اور انڈیا کے مختلف حصوں سے آنے والے قافلوں کے بارہ میں خبر شائع کی۔

21/دسمبر 2005ء بروز بدھ:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ملاقاتیں

گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے نیپال، بنگلہ دیش، پاکستان اور انڈیا کی 13 مختلف جماعتوں لکھنؤ، شاہجہانپور، کالیکٹ، Chakogam، Badarwah، Sorab، Ukara، Chiai، Kardipalli، Shimoga، Timapur، Sagar اور Yadgir سے آنے والے 25 خاندانوں کے 212 افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بھی بنوائیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجے تک جاری رہا۔

سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

بہشتی مقبرہ کا وزٹ

ساڑھے چار بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ، دارالمسیح سے باہر تشریف لائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ آج بھی ہزاروں احمدی راستہ کے دونوں طرف اپنے پیارے آقا کے دیدار اور ایک جھلک دیکھنے کے لئے کھڑے تھے اور مسلسل والہانہ انداز میں نعرے بلند کررہے تھے۔

احاطہ بہشتی مقبرہ کا حالیہ رقبہ تقریباً 17 ایکڑ ہے۔ یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آبائی باغ تھا۔ بعد میں کچھ اور زمین خرید کر اس احاطہ کو وسیع کیا گیا۔ بہشتی مقبرہ میں سب سے پہلے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ دسمبر 1905ء میں دفن ہوئے۔ بہشتی مقبرہ میں آپؓ کی قبر سب سے پہلی قبر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات 26/مئی 1908ء کو لاہور میں ہوئی تھی۔ 27/مئی کو حضورؑ کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کیا گیا۔ آپ کے دائیں طرف حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ اور آپ کی بائیں جانب جو جگہ خالی ہے وہ حضرت امّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی تدفین کے لئے خالی رکھی گئی ہے۔ حضرت امّ المومنینؓ کی وفات 20/21 اپریل 1952ء کی درمیانی شب کو ربوہ میں ہوگئی تھی۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں امانتاً دفن ہیں۔ آپؓ کی وصیت تھی کہ ''مجھے قادیان پہنچانا، یہاں نہ رکھ لینا''۔ اللہ تعالیٰ جلد ایسے حالات پیدا فرمائے کہ یہ امانات اپنی مخصوص جگہ پر پہنچیں۔

اس بہشتی مقبرہ کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ''الوصیت'' میں فرماتے ہیں:

''مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ یہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جگہ کے انتخاب کے تعلق میں فرمایا:

''مَیں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے''۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

بہشتی مقبرہ سے واپس آنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے جہاں فیملی اور انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ بنگلہ دیش اور پاکستان کی آٹھ جماعتوں ربوہ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، کراچی، ساہیوال، وہاڑی، مرید کے اور میر پور کے علاوہ ہندوستان کی 15 جماعتوں Asmoor، Shimoga، Uara، Bhubneshwar، Hyderabad، Abro، Bhadrwah، Bhadrak، Kamra، Charkot، Yadgir، Kalaban، Marcara، rdapalli، Bharatpur سے آنے والے 25 مختلف خاندانوں کے 285 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام سات بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

اخبارات میں کوریج

❁...... آج اخبار روزنامہ ''نواں زمانہ۔ جالندھر'' اور روزنامہ اجیت جالندھر نے قادیان کی مختلف شخصیات اور مہمانوں کی حضور انور کے ساتھ ملاقات کی خبر شائع کی۔ اخبار ''نواں زمانہ'' نے ڈی سی اور ایس ڈی ایم کی حضور انور سے ملاقات کی خبر شائع کی۔

❁...... اخبار روزنامہ ''امر اجالا''، روزنامہ ''دینک جاگرن''، روزنامہ پنجابی ٹربیون نے پاکستان اور دوسرے مختلف ممالک سے آنے والے وفود کے بارہ میں خبریں شائع کیں اور آرٹیکل لکھے۔

22/دسمبر 2005ء بروز جمعرات:

صبح چھ بج کر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔

بہشتی مقبرہ سے واپس آتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ وقت کے لئے بشیر احمد صاحب ناصر فوٹو گرافر کی والدہ صاحبہ کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دارالمسیح واپس آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے مکان پر مہمانوں کی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے اور کھانا پکانے والی ٹیم کو کھانے کے تعلق میں ضروری ہدایات دیں۔

اس کے بعد حضور انور واپس اپنے دفتر تشریف لائے۔ سردار پرتاپ سنگھ باجوہ صاحب وزیر تعمیرات کے بھائی حضور انور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے انہوں نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

پونے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

جلسہ سالانہ قادیان کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب اور رضا کاران سے خطاب

آج پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ قادیان کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب تھی۔ اس تقریب کا انتظام لجنہ جلسہ گاہ کے احاطہ میں کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نمازوں کی ادائیگی کے بعد پیدل ہی اس افتتاحی تقریب کے لئے تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے مرکزی عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کے تمام ناظمین ترتیب کے ساتھ ایک لائن میں کھڑے تھے۔ ہر ناظم کے آگے اس کے شعبہ کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ ہر ناظم کے پیچھے اس کے

نائبین اور معاونین قطاروں میں کھڑے تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باری باری تمام ناظمین کے پاس تشریف لے گئے اور ان کا تعارف حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے شعبوں اور کام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔تمام ناظمین نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ رہائشگاہوں کے ناظمین سے حضور انور نے آنے والے مہمانوں اور ان کی رہائش کے انتظامات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ نیز یہ بھی دریافت فرمایا کہ گھروں میں اور پرائیویٹ طور پر کتنے مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔حضور نے اپنے خطاب میں فرمایا:

جلسہ سالانہ کی روایات کے مطابق جب ڈیوٹیوں کا آغاز ہوتا ہے تو ایک معائنہ بھی کیا جاتا ہے۔گو ابھی انتظامیہ نے مجھے معائنہ تو نہیں کروایا۔ میرا خیال تھا لنگر خانوں، قیامگاہوں میں جانا ہوگا۔

حضور نے فرمایا: بہرحال آپ جو کارکنان ہیں، جنہوں نے اپنے آپ کو مہمانوں کی خدمت کے لئے رضا کارانہ طور پر پیش کیا ہے یاد رکھیں یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ پس مہمانوں کی خدمت کر کے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔بعض دفعہ مہمانوں کی طرف سے زیادتی بھی ہو جائے تو حوصلے سے، صبر سے برداشت کریں۔آپ کا مقصد خدمت کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا: ہر ناظم شعبہ اس بات کا نگران ہے کہ اس کے نائبین، منتظمین اور معاونین خدمت کے جذبہ کے ساتھ اپنے اپنے شعبہ میں کام کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا: اس سال پانچواں حصہ کارکنان کا پاکستان سے بھی آیا ہوا ہے۔ پاکستان سے آنے والے کارکنان میں بہت سے ایسے ہیں جن کو ابھی جلسہ کی ڈیوٹیوں کا تجربہ نہیں ہے کیونکہ پاکستان میں ایک عرصہ سے جلسہ سالانہ کا انعقاد نہیں ہوا۔

حضور نے فرمایا: یاد رکھیں خدا تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی موقعہ عطا فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کریں۔ اس لئے آپ بھی خاص طور پر اپنے اندر ایک خدمت کے جذبہ سے کام لیں۔ خدا کی رضا کے حصول کی خاطر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خدمت کریں اور ڈیوٹیوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔

حضور نے فرمایا: معاونین جو دس بارہ سال کے بچے ہوتے تھے وہ بھی زیادہ سے زیادہ دو تین گھنٹے سویا کرتے تھے۔ پس یہ بہانہ آپ نے نہیں بنانا کہ مجھے آرام نہیں مل سکا اس لئے مَیں ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو سکا۔ اپنے آراموں کو اور نیندوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کے لئے قربان کریں۔آنے والے مہمان کسی دنیاوی میلے میں نہیں آرہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مہمان آپؑ کے بلانے پر نہیں آرہے ہیں۔خدا کی رضا کے حصول کے لئے یہاں آرہے ہیں۔ ان کی خدمت کرنا آپ کے لئے بہت سی برکتوں کا موجب ہوگا۔

حضور نے فرمایا: کسی قسم کی تلخ کلامی، ناراضگی کا اظہار چہرے پر نہیں آنے دینا۔ دوسرے اپنے آرام کی پرواہ نہیں کرنی۔ تیسری اہم بات ان دنوں دعاؤں پر زور دینا ہے۔ دعاؤں کے بغیر ہم ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔

حضور نے فرمایا: ایک اہم بات جس کی ڈیوٹی کے دوران کوتاہی ہو جاتی ہے کہ نماز وقت پر ادا نہیں ہو سکتی۔حضور نے فرمایا: کارکنان چار پانچ مل کر باجماعت نماز ادا کریں۔ ناظمین اس بات کے ذمہ دار ہوں گے کہ ان کے کارکنان باجماعت نماز ادا کرنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔جس مقصد کے لئے آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اس کو احسن رنگ میں نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ڈیوٹیوں کے اس افتتاحی خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنگر خانہ نمبر 3 کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ شام کا کھانا تیار کیا جا رہا تھا۔حضور انور نے سالن (آلو گوشت) کی ایک ایک دیگ دیکھی اور پکے ہوئے گوشت کا جائزہ لیا کہ اچھی طرح پک گیا ہے۔ پھر حضور انور لنگر خانہ کے اس حصہ میں تشریف لے گئے جہاں تنوروں کے ذریعہ روٹیاں پک رہی تھیں۔حضور انور نے معاونین سے دریافت فرمایا جو روٹیاؤں کی گنتی کر کے ڈھیریاں لگا رہے تھے۔اس پر معاونین نے بتایا کہ پچاس پچاس کی روٹیوں کی ڈھیریاں لگا رہے ہیں۔حضور انور نے معاونین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: آپ سب کشمیری لگتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنگر خانہ نمبر 2 کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔لنگر خانہ کے تمام معاونین نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ یہاں بھی شام کے لئے کھانا تیار کیا جا رہا تھا۔آلو گوشت پکایا جا رہا تھا۔حضور انور نے یہاں بھی سالن کا جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ گوشت گلے بغیر نہیں دینا۔ سادہ چاول بھی پکائے تھے۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تنوروں کے پاس تشریف لے گئے جہاں منتظمین نے بتایا کہ آج شام کے لئے اس لنگر خانہ سے 9 ہزار روٹیاں تیار کی گئی ہیں۔حضور انور نے دریافت فرمایا: آٹے کی کتنی بوریاں پکائی گئی ہیں۔ اور نمک کس حساب سے ڈالا ہے۔ حضور انور معاونین کے پاس تشریف لے گئے اور از راہ شفقت روٹی سے ایک لقمہ لے کر کھایا۔

اس معائنہ کے بعد سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ دار المسیح تشریف لے گئے۔

سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ تشریف لے جا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

23/دسمبر 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

خطبہ جمعہ

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ ایک بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ تشریف لے گئے جہاں سوا ایک بجے حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا:

حضور انور نے تشہد تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ تین دن بعد قادیان کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ دنیائے احمدیت اپنے گھر بیٹھے بھی براہ راست جلسہ سے فیض پا سکے گی۔ جلسہ سالانہ کا آغاز 1891ء میں اس چھوٹی سی بستی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اور اس کا مقصد اللہ اور اس کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے لوگوں کا، مومنوں کا ایک تعلق جوڑنا تھا۔

اس جلسے کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد یہ باور کرانا تھا کہ اس دنیا کو ہی سب کچھ نہ سمجھو، یہ دنیا چند روزہ ہے، آخر کو انسان نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اس لئے اپنی آخرت کی بھی فکر کرو، اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرو۔ شیطان بہت سے دنیاوی لالچ دے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتے ہوئے شیطان کے حملوں سے بچنے کی کوشش کرو۔ اپنے اندر زہد اور تقویٰ پیدا کرو۔ خدا ترسی کی عادت ڈالو۔ آپس میں محبت، پیار اور بھائی چارے کے تعلقات پیدا کرو۔ کیونکہ یہ آپس کے معاشرے کے تعلقات خدا تعالیٰ کا خوف اور زہد و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے بھی ضروری ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے بھی ضروری ہیں۔

حضور نے فرمایا: جب افراد جماعت عاجزی کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوں گے اور سچائی کے بھی اعلیٰ معیار قائم ہوں گے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کے بھی اعلیٰ معیار قائم ہوں گے تو یہ ہے خلاصہ ان مقاصد کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلسہ سالانہ منعقد کر کے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ مقاصد ہم اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کی روح اور تڑپ پیدا نہیں ہوتی۔

حضور نے فرمایا: اب یہاں جلسے کی گہما گہمی شروع ہو گئی ہے، رونقیں شروع ہو گئی ہیں۔ باہر سے آنے والا ہر مہمان اور یہاں کا رہنے والا ہر شخص صرف اس رونق کو دیکھ کر اور بازاروں میں پھر کر خوش نہ ہو بلکہ ابھی سے جلسے کے استقبال کے لئے جو ایک لحاظ سے شروع بھی ہو چکا ہے دعاؤں میں مشغول ہو جائے۔ ہر ایک اس جلسے کی برکات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے کی گئی دعاؤں کا وارث بننے کے لئے دعاؤں میں مصروف ہو جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ ان برکات کو سمیٹ سکے۔ نیز جلسے کے ہر لحاظ سے کامیاب ہونے اور اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات اور رحمتوں اور فضلوں کے نازل ہونے کے لئے بھی دعائیں کریں۔ جو لوگ اس مقصد کے لئے سفر اختیار کر کے آرہے ہیں ان کے خیر و عافیت سے یہاں پہنچنے کے لئے دعا کریں۔ دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ان کا حافظ ہو۔ بھارت کے دُور دراز علاقوں سے لوگ آرہے ہیں یا آنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن مخالفین کی بعض حرکات کی وجہ سے انہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان بے چارے غریب لوگوں کے لئے دعا کریں، بڑی تکلیف اٹھا کر جلسے میں شامل ہونے کے لئے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سفر کے ہر شر سے بچائے اور ہر خیر ان کا مقدر کر دے۔

حضور نے فرمایا: جلسے کی مناسبت سے مَیں یہاں کے رہنے والوں، کارکنوں اور مہمانوں کو چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال ایسے مہمان بھی یہاں آئے ہیں جو بڑی کوشش کر کے دور دراز علاقوں سے یا دوسرے ملکوں سے یہاں آئے ہیں یا آرہے ہیں۔ میرے یہاں آنے کی وجہ سے بعض ایسے لوگ بھی آئے ہیں اور مجھے ملے ہیں جو صحت کی کمزوری یا دوسری روکوں کے باوجود راستے کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیک خواہشات کو اور تمناؤں کو اور دعاؤں کو جن کو لے کر وہ یہاں آئے ہیں قبول فرمائے۔ یہ سب لوگ بڑے پیار اور خلوص سے مل رہے ہیں۔ آنکھوں میں پہچان اور شدت کے جذبات ہیں اور یہ جذبات بالکل نئے احمدیوں میں بھی ہیں جنہوں نے ایک دو سال پہلے بیعت کی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے صدیوں کے بچھڑے ملے ہوں۔ یہ صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کی خلافت سے محبت کی وجہ سے ہے۔

حضور نے فرمایا: آپ لوگوں کے اخلاص و وفا اور تعلق کو دیکھ کر بے اختیار اللہ تعالیٰ کی اس پیاری جماعت پر پیار آتا ہے۔ احمدیوں کی یہاں چھوٹی سی جگہ ہے، یہاں کی احمدی آبادی کے جس گلی کوچے میں جاؤ نعرہ تکبیر اور اللہ اکبر کی صدا گونج رہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ حقیقت میں اپنی کبریائی ہر احمدی کے دل میں راسخ کر دے۔ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی حقیقت کو پائے رکھیں گے اس وقت تک راستے کی کوئی روک ہمیں آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔

حضور نے فرمایا: پس ان دنوں میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے مطابق عمل کرنے والے ہوں کہ: ''اے سننے والو سنو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اُس کے ہو جاؤ، اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو، نہ آسمان میں نہ زمین میں''۔ اللہ ہمیں ایسا بنا دے، ہم اس کے ہر حکم پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ اس کی عبادت کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔

حضور نے جلسہ کے کارکنان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: جب کام کی زیادتی ہو تو غیر ارادی طور پر بعض دفعہ کارکنان سے مہمانوں کی دل آزاری ہو جاتی ہے۔ لیکن کارکنان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو بھی حالات ہوں، انتہائی وسیع حوصلگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ بعض دفعہ ایسے مواقع پیش آجاتے ہیں کہ مہمان کی طرف سے کسی بات کا مطالبہ ہوتا ہے جو یا تو جلسے کے حالات کے مطابق جائز نہیں ہوتا یا فوری طور پر اس کو پورا کرنا ممکن نہیں ہوتا تو مہمان اس بات پر سخت رویہ اختیار کر لیتے ہیں اور جواباً کارکن بھی اسی رویہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: ایک کارکن کو یہ زیب نہیں دیتا۔ اس نے ہر حالت میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے اس لئے احتیاط کریں۔ بعض نئے معاونین بھی ہوتے ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ اس خدمت کا اعزاز پایا ہوتا ہے۔ بعض طبیعت کے لحاظ سے گرم مزاج ہوتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر اپنی طبیعت پر کنٹرول نہیں تو ڈیوٹی سے معذرت کر دیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا جائے جو کسی بھی صورت ایک احمدی کارکن کو زیب نہیں دیتا۔ حضور نے فرمایا: یہ خدا تعالیٰ کی خاطر آئے ہوئے مہمان ہیں۔ اس لئے مومن کی یہ شان ہے کہ ان کا احترام کرے۔

حضور نے قادیان، ہندوستان کے مختلف علاقوں اور پاکستان سے آنے والے کارکنان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سب کارکنان یہ یاد رکھیں کہ یہاں آپ کسی جگہ کے خاص شہری ہونے یا کسی خاص قبیلے یا علاقے کے ہونے کی وجہ سے کام نہیں کر رہے بلکہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے کر رہے ہیں اور کیونکہ ہم نے اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کیا ہے اس لئے ایک احمدی کا نمایاں وصف چاہے وہ کہیں کا بھی شہری ہو یہ ہونا چاہئے کہ اس نے اپنے جذبات پر کنٹرول رکھتے ہوئے خدمت کرنی ہے، اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے خدمت کرنی ہے، اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے خدمت کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا: آپ سب نے ایک ہو کر کام کرنا ہے۔ آپس میں بھی پیار و محبت اور قربانی کے اعلیٰ نمونے دکھانے ہیں۔ بعض دفعہ بعض نوجوان ذرا سی بات پر جوش میں آجاتے ہیں اور جھگڑ کر نہ صرف فضا کو مکدر کر رہے ہوتے

ہیں بلکہ ساتھ ہی دوسروں پر بھی جماعت کا اچھا اثر قائم نہیں کر رہے ہوتے۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ جہاں بھی آپ خدمت کر رہے ہیں وہاں بعض غیر از جماعت یا غیر مسلم بھی ہوتے ہیں ان کو آپ کسی بھی قسم کی غلط حرکت کر کے غلط تاثر دے رہے ہوں گے۔ پس اس سے بچیں۔

حضور انور نے کارکنان کو مزید ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ اصل ذمہ داری قادیان اور بھارت کے افسران اور انگران شعبہ کی ہے اور وہ بحیثیت افسران سب کارکنان کے نگران ہیں اور یہی اصول ہمیں بتایا گیا ہے کہ نگران سے اپنے تمام رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ کارکنوں کی ڈیوٹیوں کی نگرانی بھی آپ نے کرنی ہے۔ ان کے اخلاق اور نمازوں کی پابندی کے بھی آپ ذمہ دار ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہر شعبہ کے کارکن کا فرض ہے کہ جیسے ہر مہمان کی مہمان نوازی کرنی ہے اسی طرح ہر مہمان کی عزت کرنا بھی آپ کا فرض ہے اور کارکنوں کے یہی نمونے ہیں جو نئے آنے والوں کو مزید قریب لانے کا موجب بنتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: پھر مَیں مہمانوں سے بھی یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ جو ایک نیک مقصد کے لئے یہاں آ رہے ہیں اس مقصد کو حاصل کرنے کی طرف ہمیشہ نظر رکھیں۔ اپنے میزبانوں سے انتظامیہ سے غیر ضروری توقعات وابستہ نہ کریں۔ بے آرامی بھی اگر ہو تو اس کو برداشت کریں۔ جلسے کے یہ چند دن ہیں اور پھر آپ آئے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ لیکن اگر آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کر رہے ہوں گے تو اس کوفت میں بھی مزا آئے گا۔

حضور نے فرمایا: یاد رکھیں کہ بجائے میزبان سے توقع رکھنے کے خود جس حد تک انتظام کر سکتے ہیں کریں تا کہ غریب بھائیوں کو جس حد تک ہو سکے سہولت میسر ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ سب مہمانوں کو صبر اور برداشت سے دن گزارنے کی توفیق دے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ جلسے ہماری تبلیغ کے بھی ذریعے ہیں اس لئے ہر احمدی کو جو اس میں شامل ہونے کے لئے آتا ہے اپنی اصلاح کی طرف ان دنوں میں توجہ دینی چاہئے اور اپنے قول و فعل کو ایک کرنا چاہئے، یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس آپ سب جن کو اللہ تعالیٰ نے جلسے سے چند دن پہلے مسیح پاک کی اس روحانیت سے پُر اور پیاری بستی میں آنے کا موقع دیا ہے، مختلف جگہوں پر جاتے ہیں اور ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ تو یاد رکھیں کہ آپ نے اپنے قول و فعل میں یک رنگی پیدا کرنی ہے اور یہ کیفیت پیدا کرنے کے لئے دعائیں کرنی ہیں۔ جو آ رہے ہیں وہ بھی یہاں کے دن رات دعاؤں میں گزاریں۔ اپنے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والا بنائیں اور اپنے نمونوں سے غیروں پر بھی احمدیت کے نیک اثرات قائم کریں۔ ہر جگہ ہر موقع پر آپ سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہونا چاہئے، کوئی بھی غیر ضروری اور غیر اخلاقی بات کسی احمدی کے منہ سے نہ نکلے۔

حضور نے فرمایا کہ مختلف شخصیات جو مجھے ملی ہیں ان سے ملنے سے یہی تاثر ملتا ہے بلکہ بعض نے تو کھل کر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ان کی نظر میں قادیان کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ہر احمدی جو یہاں مختلف جگہوں سے آیا ہے وہ یاد رکھے کہ اس نے اس کے مقام اور تقدس کو مزید اجاگر کرنا ہے۔ یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں یہی آپ کی خاموش تبلیغ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور نے فرمایا: جلسہ کے دنوں میں یہاں مختلف جگہوں سے مہمان بھی آئے ہوئے ہیں، ایک دوسرے کے لئے نئی شکلیں ہیں تو ایسے مجمعوں میں بعض دفعہ شرارتی عنصر یا ایسا طبقہ آ جاتا ہے۔ اس لئے جب تک کسی کے بارے میں صحیح علم نہ ہو جائے محتاط بھی رہیں اور نظر بھی رکھیں۔ عورتوں میں نگرانی کی خاص ضرورت ہے۔ کوئی مشکوک چیز دیکھیں، تو فوری طور پر انتظامیہ کو اطلاع کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سب سے بڑھ کر ہماری حفاظت تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ بہرحال ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ نظر رکھنے والا بھی ہو اور ہوشیار بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور آپ سب اس بستی کی برکتیں اور روحانیت سمیٹنے والے بنیں۔ آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دو بج کر دس منٹ تک جاری رہا۔

سرائے طاہر کا معائنہ

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ کے بعد نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ''سرائے طاہر'' کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔

سرائے طاہر کی تعمیر محلّہ دارالانوار میں ہوئی ہے۔ اس کا رقبہ اڑھائی ایکڑ ہے۔ مسقّف حصہ کا رقبہ 83 ہزار مربع فٹ ہے۔ Basement کو شامل کر کے اس کی کل تین منازل ہیں۔ اس میں پچاس کمروں کے علاوہ دو بڑے ہال اور ایک چھوٹا ہال بھی ہے جس میں دو ہزار افراد کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سطح زمین پر بھی ایک وسیع صحن ہے جس میں دو ہزار سے زائد احباب بیٹھ سکتے ہیں۔ اس عمارت پر ساڑھے چار کروڑ ہندوستانی روپے لاگت آئی ہے۔

اس عمارت کا مکمل خرچ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب آف لاس اینجلیز امریکہ نے ادا کیا ہے۔ اس عمارت کی تعمیر مغلیہ طرز تعمیر کی طرح ہے اور صوبہ پنجاب میں یہ عمارت اپنی تعمیر کے لحاظ سے منفرد اہمیت کی حامل ہے۔

اس کی تعمیر کا پس منظر یہ ہے کہ ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب کی دلی خواہش تھی کہ قادیان میں سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید اور افغانستان کے تمام احمدیوں کی خدمات اور قربانیوں کی یاد میں ایک مہمان خانہ تعمیر کروایا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اس کی تعمیر کا کام ستمبر 2002ء میں شروع ہوا۔ 21؍ستمبر 2002ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس عمارت کی تعمیر تین سال کے زائد عرصہ میں مکمل ہوئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عمارت کا نام ''سرائے طاہر'' رکھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وزٹ کے دوران اس عمارت کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ معائنہ کے دوران حضور انور، ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب اور عبدالرشید آرکیٹیکٹ صاحب سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔ ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب کی فیملی بھی یہاں موجود تھی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''مبارک ہو نیا گھر''۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے عمارت کے اس حصہ میں بھی تشریف لے گئے جہاں ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب کی فیملی ٹھہری ہوئی تھی۔

معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس عمارت کی تعمیر کی انتظامیہ کو شرف مصافحہ بخشا اور انتظامیہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی جس کے ساتھ اس عمارت کا افتتاح عمل میں آیا۔

سرائے طاہر کے معائنہ اور افتتاح کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ دار المسیح تشریف لے گئے۔

بہشتی مقبرہ کا وزٹ

پونے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ آج بھی راستہ کے دونوں اطراف احباب جماعت کا ایک ہجوم تھا جو پہلے سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد کا منتظر تھا اور یہ لوگ مسلسل نعرہ ہائے تکبیر، مرزا غلام احمد کی جے، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد، خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعرے والہانہ انداز میں لگا رہے تھے۔ اور ہر طرف لوگوں کے ہاتھ بلند ہو رہے تھے۔ خواتین، بچے، بچیاں سبھی اپنے ہاتھ بلند کر کے اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔ بہشتی مقبرہ جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے شاید ہی کوئی ایسا لمحہ ہو جس میں ہر طرف سے السلام علیکم کی آوازیں نہ آ رہی ہوں۔ حضور انور اپنا ہاتھ بلند کر کے سبھی کے سلام کا جواب دیتے۔

فیملی ملاقاتیں

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج سری لنکا کے علاوہ پاکستان کی 18 جماعتوں ربوہ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، میر پور خاص، سانگلہ ہل، بہاولپور، گلگت، لاہور، لیّہ، چک منگلا، کراچی، نواب شاہ، شاہ کوٹ، ساہیوال، حافظ آباد، مرید کے، تلونڈی موسیٰ خان، ناصر آباد اور انڈیا کی 13 جماعتوں Channai، Alappy، Ukara، Kerang، Raurkela، Mumbai، Ansoor، ardapally، Syawal، Punkal، Badharwah، Rishinagar اور Bharatpur سے آنے والے 27 خاندانوں کے 332 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بھی بنوائیں۔

ملاقاتوں کے بعد سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ تشریف لے جا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

اخبارات میں کوریج

آج بھی اخبارات میں خبروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔

❁......روزنامہ ہند سماچار جالندھر نے اپنی 23؍دسمبر 2005ء کی اشاعت میں جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب اور حضور انور کے خطاب کی خبر درج ذیل عنوان کے ساتھ شائع کی۔

''مہمانوں سے تلخ کلامی یا ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔ جماعت احمدیہ کے روحانی خلیفہ نے جلسہ سالانہ کے کارکنان کا جائزہ لیا''۔ اخبار نے کارکنان اور معاونین سے خطاب کرتے ہوئے اور ناظمین و منتظمین سے مصافحہ کرتے ہوئے حضور انور کی تصاویر بھی شائع کیں۔

❁......اخبار روزنامہ اجیت سماچار نے اپنی 23؍دسمبر 2005ء کی اشاعت میں ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب اور حضور انور کے خطاب کی خبر درج ذیل عنوان کے تحت شائع کی:

''اللہ نے آپ کو مہمانوں کی خدمت کے لئے مقرر کیا ہے۔ خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد۔

❁......اخبار روزنامہ دینک جاگرن نے اپنی 23؍دسمبر 2005ء کی اشاعت میں اس تقریب کے بارہ میں خبر شائع کی اور اس تقریب کے تعلق میں حضور انور کی دو تصاویر بھی شائع کیں۔

❁...... روزنامہ پنجاب کیسری جالندھر نے اپنی 23؍دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور کی تصویر کے ساتھ اس تقریب کی خبر شائع کی اور حضور انور کے خطاب کا خلاصہ درج ذیل عنوان کے تحت شائع کیا۔

''خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے مہمانوں کی خدمت کریں''۔

❁...... روزنامہ پنجابی ٹربیون چندی گڑھ نے بھی ڈیوٹیوں کی اس افتتاحی تقریب کی خبر شائع کی۔

❁......اخبار روزنامہ جگ بانی جالندھر نے اپنی 23؍دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور کی تصویر کے ساتھ جس میں حضور انور سے جلسہ کے ناظمین شرف مصافحہ حاصل کر رہے ہیں خبر شائع کی اور حضور انور کے خطاب کا خلاصہ بعنوان ''جلسہ میں آنے والے مہمانوں کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آیا جائے'' کے تحت شائع کیا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁❁❁

❁......تندرستی مفت ملتی ہے۔ بیماری لوگ خود خریدتے ہیں۔

❁......تمہارا جسم خدا کی امانت ہے، اسے کمزور نہ ہونے دو۔

❁......تھوڑا کھاؤ گے تو کبھی نہ پچھتاؤ گے۔

❁......بھوک سے زیادہ نہ کھاؤ ورنہ بیمار اور سست ہو جاؤ گے۔

❁......ہنسی جسم کی مشین کا تیل ہے۔

❁......روٹی کے ایک لقمہ کو بغیر اچھی طرح چبائے گلے کے نیچے اتار لینا اور کانچ کے برتنوں سے بھرے ہوئے کمرے میں ایک مست بَیل چھوڑ دینا، دونوں برابر ہیں۔

❁......مضبوط جسم، توانا دماغ اور اچھا کیریکٹر جس کے پاس ہے اس کے پاس سب کچھ ہے۔

❁......بغیر بھوک کے کھانا اور بھوک لگنے پر نہ کھانا دونوں نقصان دہ ہیں۔

❁...... جب بھوک نہ ہو تب ''نہ'' کہنے کی عادت ڈالو۔

❁......جو آدمی تندرستی کا آرزومند ہے اس کو صفائی پسند رہنا چاہئے۔

(رہنمائے صحت)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت منشی گوہرعلی صاحبؓ

ماہنامہ ''خالد'' جنوری2005ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت منشی گوہرعلی صاحبؓ کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت منشی گوہرعلی صاحبؓ کے والدمحترم جہانگیر خانصاحب قوم افغان جالندھر شہر کے رہنے والے تھے لیکن آپؓ بطورسب پوسٹ ماسٹر کپورتھلہ میں ملازم تھے جہاں حضرت چودھری رستم علی خان صاحبؓ (وفات11/جنوری1909ء) کے ذریعہ آپ کوحضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا تعارف بعثت سے بھی قبل ہوا۔ 18/جنوری 1890ء کو آپؓ نے بیعت کی توفیق پائی۔رجسٹر بیعت اولیٰ میں 161ویں نمبر پر آپؓ کی بیعت کا اندراج ہے۔بیعت کے بعد آپ نے صدق اور اخلاص میں بہت ترقی کی۔ بیعت کے بعد حضورعلیہ السلام دوسری مرتبہ کپورتھلہ تشریف لے گئے تو حضرت منشی صاحبؓ کے ہاں تین دن قیام فرمایا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب ''ازالۂ اوہام'' میں اپنے مخلص مبایعین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ: ''یہ سب صاحب علیٰ حسب مراتب اس عاجز کے مخلص دوست ہیں بعض ان میں سے اعلیٰ درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں اسی اخلاص کے موافق جو اس عاجز کے مخلص دوستوں میں پایا جاتا ہے۔اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں جداگانہ ان کے مخلصانہ حالات لکھتا......''۔

حضورؑ نے ان مخلص دوستوں کے اسماء میں آپؓ کا نام بھی شمار کیا ہے: جبی فی اللہ میاں علی گوہر صاحب۔

اسی طرح جلسہ سالانہ 1892ء میں شاملین جلسہ کے اسماء میں ''آئینہ کمالات اسلام'' میں آپؓ کا نام 315ویں نمبر پر درج ہے۔ پھر کتب ''آریہ دھرم'' اور ''کتاب البریہ'' میں حضورؑ نے اپنی پُرامن جماعت کے اسماء بطور نمونہ دیتے ہوئے آپؓ کا نام ہر دو فہرستوں میں شامل فرمایا ہے۔ نیز ''انجام آتھم'' میں 313 کبار صحابہ کے نام درج فرماتے ہوئے 15ویں نمبر پر آپؓ کا نام تحریر فرمایا ہے۔

حضرت منشی صاحبؓ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔جلسہ سالانہ 1892ء کے موقع پر ایک فہرست ان صحابہ کے چندہ کی تیار کی گئی جو مطبع کے لئے چندہ بھیجتے رہیں گے آپؓ نے دوآنے ماہوار اور ایک روپیہ آٹھ آنے سالانہ چندہ دینے کا وعدہ لکھوایا اور سالانہ چندہ موقع پر ہی ادا کر دیا۔ ''آئینہ کمالات اسلام'' میں اسماء چندہ دہندہ گان کی فہرست میں 51ویں نمبر پر آپؓ کا نام موجود ہے۔ ''سراج منیر'' میں ''فہرست آمدنی چندہ برائے طیاری مہمان خانہ وچاہ وغیرہ'' میں آپؓ کے 5 روپے چندہ دینے کا ذکر محفوظ ہے۔اسی طرح کتاب ''تحفۂ قیصریہ'' کے آخر میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی 1897ء کے شرکاء اور ان احباب کے نام درج ہیں جنہوں نے چندہ دیا۔آپ اس جلسے میں شامل نہ ہوسکے لیکن روپیہ چندہ بھجوایا۔

حضرت منشی ظفراحمد صاحب کپورتھلویؓ فرماتے ہیں کہ منشی گوہرعلی صاحب کپورتھلہ میں ڈاکخانہ میں ملازم تھے۔ ساڑھے تین روپے ان کی پنشن ہوئی۔ گزارہ ان کا بہت تنگ تھا وہ جالندھر اپنے مسکن پر چلے گئے۔انہوں نے مجھے خط لکھا کہ جب تم قادیان جاؤ تو مجھے ساتھ لیتے جانا۔ وہ بڑے مخلص تھے چنانچہ میں جب قادیان جانے لگا تو ان کو ساتھ لینے کے لئے جالندھر چلا گیا وہ بہت متواضع آدمی تھے میرے لیے انہوں نے پرتکلف کھانا پکوایا اور مجھے یہ پتہ لگا کہ انہوں نے کوئی برتن بیچ کر دعوت کا سامان کیا ہے۔ ......میں نے منشی علی گوہر کا ٹکٹ خود ہی خرید لیا تھا وہ اپنا کرایہ دینے پر اصرار کرنے لگے۔ میں نے کہا یہ آپ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کردیں۔ چنانچہ دو روپے انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کردیے۔ آٹھ دس دن رہ کر جب ہم واپسی کے لئے اجازت لینے لگے تو حضور علیہ السلام نے اجازت فرمائی اور منشی صاحب کو کہا آپ ذرا ٹھہریئے۔ پھر آپؑ نے دس یا پندرہ روپے منشی صاحبؓ کو لا کر دیے۔ منشی صاحب رونے لگے اور عرض کی حضور مجھے خدمت کرنی چاہیے یا میں حضور سے لوں۔ حضرت صاحب نے مجھے ارشاد فرمایا کہ یہ آپ کے دوست ہیں آپ انہیں سمجھائیں، پھر میرے سمجھانے پر کہ ان میں برکت ہے انہوں نے لے لئے اور ہم چلے آئے۔ حالانکہ حضرت صاحب کو منشی صاحب کی حالت کا بالکل علم نہ تھا۔

حضرت منشی صاحبؓ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی زندگی میں ہی نومبر 1902ء جالندھر میں وفات پاگئے اور جالندھر میں ہی دفن ہوئے۔

...... ✿ ...... ✿ ...... ✿ ......

سرسید کے آخری ایام

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9/مارچ 2005ء میں میر ولایت حسین صاحب کی زبانی سرسید احمد خان صاحب کے آخری ایام کا کھینچا ہوا نقشہ شامل اشاعت ہے (مرتبہ: مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب)۔

میر ولایت حسین، ایم اے او کالج علیگڑھ میں استاد اور ہاسٹل کے پراکٹر تھے۔آپ نے سرسید، محسن الملک، وقارالملک اور دیگر زعماء کے ساتھ کام کیا تھا۔ سرسید کے صاحبزادے سید محمود کے ساتھ دوستی تھی۔ انہوں نے اپنی خودنوشت سوانح حیات کا نام ''آپ بیتی یا ایم اے او کالج علی گڑھ کی کہانی'' رکھا ہے۔

میر ولایت حسین نے اپنی تعلیم علی گڑھ کالج میں 1882ء سے شروع کی تھی اس لئے وہ اس کے بہت ابتدائی لوگوں میں سے تھے۔سرسید کو آخری عمر میں جو صدمات اٹھانے پڑے ان کی مستند تفصیل اسی خودنوشت میں ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ 1895ء میں کالج میں غبن معلوم ہوا۔سرسید نے کالج کا تمام سرمایہ بینک میں جمع کر دیا تھا۔ دفتر کا ہیڈ کلرک شام بہاری لال تھا وہ اپنے ہاتھ سے انگریزی میں چیک لکھ کر سید صاحب سامنے پیش کرتا اور ان سے دستخط کرالیتا تھا۔اس پر اعتماد رکھتے تھے اس لئے انہوں نے کبھی آمد وخرچ کا مقابلہ نہیں کیا۔اس نے سات ٹرسٹیوں کی طرف سے ایک جعلی مختارنامہ بھی بنایا ہوا تھا۔غرض اس نے سرسید کے اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ بینک سے لیا۔ اتفاق سے وہ اچانک فالج میں مبتلا ہوگیا اور بینک سے خطوط آئے تب غبن کے متعلق معلوم ہوا۔اُس پر مقدمہ چلا اور وہ حوالات میں فوت ہوگیا۔ اس واقعہ سے سرسید کو اس قدر صدمہ پہنچا کہ آخر دم تک فراموش نہیں ہوا۔

اس کے ساتھ ایک اور صدمہ پیش آیا جو سید محمود کا دماغی مرض تھا۔ سید محمود کی ناگفتہ بہ حالت سید صاحب کے واسطے بہت تکلیف دہ تھی۔ان کو نہ رات کو چین تھا اور نہ دن کو۔ چونکہ نواب وقارالملک مولوی مشتاق حسین نے قانون ٹرسٹیاں میں سید محمود کی جانشینی کی بابت اعتراض کیا تھا اور بعدازاں اُن کے اسٹنٹ سیکرٹری ہونے پر معترض ہوئے تھے اس لئے سید محمود ان سے ناخوش تھے اور سید صاحب کو مجبور کرتے تھے کہ وہ نواب وقارالملک کو جماعت ٹرسٹیاں سے نکال دیں۔ اُن کو یہ بھی اصرار تھا کہ ''میری کوٹھی میں اسسٹنٹ کا دفتر ہے اس کا کرایہ مجھ کو نہیں ملتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے کرایہ کا حساب کرکے میری جانب سے کالج کے چندہ میں جمع کردیا جائے۔''

آخر میں سید محمود کی یہ حالت ہوگئی کہ جو وہ چاہتے سید صاحب کو اس کے کرنے پر مجبور کرتے چنانچہ ٹرسٹیوں کی جو جگہیں خالی تھیں ان کو سرسید نے سید محمود کے اصرار سے پُر کردیا۔ بعد میں انہی صاحبوں نے سید محمود کے پریذیڈنٹ بننے کے خلاف رائے دی۔ آخر کو سید صاحب ۱۸۹۸ء میں اپنی کوٹھی چھوڑ کر بورڈنگ ہاؤس میں ایک چھوٹے بنگلہ میں مقیم ہوگئے۔

لیکن چندروز بعد محمودہ بیگم آکر سید صاحب کو واپس لے گئیں۔ پھر چندروز بعد ہی سید صاحب کو کوٹھی چھوڑ کر پھر حاجی اسماعیل خان صاحب کے ہاں منتقل ہونا پڑا۔ اُس وقت سید صاحب نے ایک آہ کھینچی اور کہا ہائے افسوس ہم کو کیا معلوم تھا کہ سید محمود اس عمر میں ہم کو گھر سے نکال دیں گے ورنہ ہم کیا اس قابل نہ تھے کہ اپنے لئے ایک جھونپڑا بنا لیتے۔ سرسید کا انتقال 28/مارچ 1898ء کی شب گیارہ بجے وہیں ہوا۔مَیں کوٹھی پہنچا تو اس بات پر بحث تھی کہ کاغذات اور الماریوں کی کنجیاں کس کے پاس رہیں۔...... بیگ صاحب اور پٹنگ صاحب چھوٹے صندوقچے اپنی گاڑی میں رکھوار ہے تھے اور الماریوں کو مقفل کر کے ان کی کنجیاں اپنی جیب میں رکھ لی تھیں۔ حاجی اسماعیل خاں صاحب کی کوٹھی پر حاجی صاحب تو سید صاحب کے جنازہ کے پاس بیٹھے قرآن مجید پڑھ رہے تھے اور ان کے عزیز سو رہے تھے۔ میں یہ کیفیت دیکھ کر بورڈنگ ہاؤس چلا آیا اور سو رہا۔ دو تین بجے کے درمیان میں نے سید عبدالباقی سے کہا کہ کچھ رقم اپنی میں لیتے چلو تا کہ تجہیزوتکفین کا کچھ بندوبست نہ ہوا تو ہم کردیں گے۔ بورڈنگ سے نکلتے ہی مولوی زین الدین صاحب ملے۔ کہنے لگے کہ سید صاحب کا نوکر عظیم میرے پاس آیا تھا اور اُن کی تجہیزوتکفین کے لئے کچھ روپیہ مانگتا تھا۔ میرے پاس تو کچھ تھا نہیں۔ میں نے اس کو نواب محسن الملک کے پاس بھیج دیا ہے۔ہم دونوں نواب محسن الملک کی کوٹھی پر گئے تو وہاں سے دلی آئے ہوئے مولوی ذکاء اللہ صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب موجود تھے۔نواب صاحب ہم کو دیکھ کر خوش ہوئے اور کہا کہ عظیم کہتا ہے کہ محمد احمد کے ملازم سے دس روپیہ قرض لے کر وہ سامان لینے آیا ہے مگر محمد احمد اپنے نوکر پر خفا ہوئے۔ میں نے کہا ہم تو یوں چپ تھے کہ سید صاحب کے عزیز اور دوست سب موجود ہیں، اگر ہم ان کی تجہیز وتکفین کے بارہ میں کچھ پیش قدمی کریں گے۔اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کی تجہیز وتکفین کا انتظام کریں گے۔نواب صاحب نے فرمایا: نہیں تم کو انتظام کرنے کی ضرورت نہیں۔ عظیم سے دریافت کیا کہ کس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی؟ عظیم نے پچاس روپیہ بتائے اور نواب صاحب نے فرمایا کہ ''یہ سید صاحب کا آخری چندہ ہے پھر کب چندہ مانگنے آویں گے''۔ پچاس روپیہ عظیم کو دیدیئے۔ اس کے بعد سید صاحب کی تجہیز وتکفین ہوگئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 فروری 2005ء میں مکرم عبدالکریم خالد صاحب کی ایک نظم بعنوان ''رنگِ عقیدت'' سے انتخاب

خوشبو چلی ہے ناز سے سرو وسمن کے اُس طرف
دامن اٹھا کے آگئے ہم بھی چمن کے اُس طرف
ہم گوش بر آواز تھے جھپکی نہیں یہ آنکھ تک
دل بھی اٹھا کے رکھ دیا تیرے سخن کے اس طرف
دل کو رفو کرتے ہوئے ہم نے بچا کر رکھ لیا
اِک داغ تیرے ہجر کا اس پیرہن کے اس طرف
پہنچے جہاں اہل وفا اپنا لہو دیتے ہوئے
منزل ہماری بھی وہی دارورسن کے اس طرف

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 فروری 2005ء میں شامل اشاعت مکرمہ وسیمہ قدسیہ صاحبہ کی نظم بعنوان ''خاموشی'' سے انتخاب

ہوش آنے پہ دل نے سمجھایا
بات بھی کھوئی التجا کر کے
کام جس کی نہ انتہا معلوم
فائدہ اس کی ابتدا کر کے
آج پھر تیری یاد آئی ہے
خون پھر اشک بن کے ٹپکے گا
کہہ رہی ہے یہ کیفیت دل کی
دامنِ درد اب نہ سمٹے گا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 Friday January 27, 2006 Issue No. 04

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی دورۂ بھارت کی مختصر جھلکیاں

مینارۃ المسیح کا معائنہ، انفرادی واجتماعی ملاقاتیں، ضلع گورداسپور کے DC اور دیگر معززین کی حضور انور سے ملاقات اور نیک تمناؤں کا اظہار، جلسہ کی انتظامات کے سلسلہ میں ضلعی انتظامیہ کی طرف سے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی۔

انتظامات جلسہ سالانہ کا افتتاح اور رضا کاران سے خطاب، لنگر خانوں کا معائنہ، خطبہ جمعہ، سرائے طاہر کا معائنہ،

ہزاروں افراد نے اپنے پیارے امام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، ہندوستان کے اخبارات میں حضور انور کے دورہ کی کوریج۔

(قادیان دارالامان میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ :عبدالماجد طاھر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

19/دسمبر 2005ء بروز سوموار:

صبح چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک قادیان میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

مینارۃ المسیح کا معائنہ

پونے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مینارۃ المسیح'' کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر ایک احمدی انجینئر کو بعض ہدایات دیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 13/مارچ 1903ء کو بروز جمعۃ المبارک مسجد اقصیٰ کے صحن میں مینارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ بعض وجوہات کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے پہلے ہی سال مورخہ 27/نومبر 1914ء کو مینارۃ المسیح کی نامکمل عمارت پر اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر اس کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کروایا اور 16/فروری 1923ء کو یہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ یہ خوشنما اور دلکش مینارہ 105 فٹ اونچا ہے اور اس کی تین منزلیں ہیں اور اوپر گنبد اور 92 سیڑھیاں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیرینہ خواہش کے مطابق مینارہ پر ان مخلصین چندہ دہندگان کے نام درج ہیں جنہوں نے ایک سو روپیہ چندہ دیا تھا۔ اُس زمانہ میں اس مینارہ کی تعمیر پر 5,963 روپے خرچ ہوئے تھے۔

دفتر نظارت اشاعت کا معائنہ

مینارۃ المسیح کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر نظارت اشاعت کا بھی معائنہ فرمایا۔

فیملی و انفرادی ملاقاتیں

اس معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی اور انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ملاقات کرنے والوں میں ہندوستان کی جماعتوں Asnoor، Kerala، Amroha کے علاوہ بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات (U.A.E.)، سنگاپور اور پاکستان کی جماعتوں ربوہ، شیخوپورہ، راولپنڈی، اسلام آباد، اوکاڑہ اور گولیکی سے آنے والے احباب جماعت اور خاندانوں کے 180 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بجے مسجد مبارک میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

ضلع گورداسپور کے DC کی ملاقات

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے۔ حضور انور سے ملاقات کے لئے ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر Vivec پرتاپ سنگھ صاحب اپنے دو ساتھیوں، ایس ڈی ایم (SDM) بٹالہ اور نائب تحصیلدار قادیان کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔

حضور انور نے DC سے ملاقات کے دوران فرمایا کہ اب تک آپ کے انتظامات اچھے جا رہے ہیں۔ مزید رش پڑے گا تو پتہ چلے گا کیا صورتحال بنتی ہے۔ حضور نے فرمایا بجلی کا مسئلہ بھی ہو سکتا ہے۔ بجلی کا لوڈ بڑھے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جلسہ کے انتظامات کے تعلق میں آپ کیا جائزہ لے رہے ہیں؟ کون کون سے کام کرنے والے ہیں؟۔ اس پر ڈی سی صاحب نے کہا کہ جماعت کی انتظامیہ جو کام بھی ہمیں بتاتی ہے ہم کر دیتے ہیں اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ سب ضرورتیں پوری ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استفسار پر ڈی سی صاحب نے بتایا کہ گورداسپور ضلع کی آبادی 23 لاکھ کے قریب ہے۔ ضلع گورداسپور پنجاب کے 17 ضلعوں میں سے آبادی کے لحاظ سے پہلے پانچ میں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ساتھ تعاون کرنے پر ڈی سی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اس پر ڈی سی صاحب نے کہا کہ قادیان کا شہر تاریخی شہر ہے۔ یہاں کام کرنا ہمارا فرض ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں چودہ پندرہ سال قبل یہاں آیا تھا۔ راستے خراب تھے، جھٹکے لگتے تھے۔ اب تو بڑی اچھی سڑک بن گئی ہے۔ راستے اچھے بن گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ زرعی لحاظ سے آپ کے ضلع میں سے کونسی تحصیل مہنگی ہے۔ اس پر ڈی سی صاحب نے بتایا کہ قریباً سارے ضلع کی زمین ایک جیسی ہے۔ قادیان کی میونسپلٹی کی حدود بڑھانے کے بارہ میں ڈی سی صاحب نے بتایا کہ پلاننگ ہو رہی ہے۔

ڈپٹی کمشنر کے ساتھ یہ ملاقات پونے پانچ بجے تک جاری رہی۔ ملاقات کے اختتام پر ڈی سی صاحب اور ان کے دونوں ساتھیوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بہشتی مقبرہ کا وزٹ

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بہشتی مقبرہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ آج بھی جاتے ہوئے بھی اور آتے ہوئے بھی راستہ کی دونوں اطراف احباب کا ایک ہجوم تھا اور اتنی کثرت سے لوگ حضور انور کے دیدار کے لئے راستوں کے ارد گرد جمع تھے کہ کھڑے ہونے کے لئے جگہ نہیں ملتی تھی۔ آج بھی مسلسل نعرے لگائے جا رہے تھے اور لوگ اپنے ہاتھ بلند کر کے حضور انور کو السلام علیکم کہہ رہے تھے۔ حضور انور بار بار اپنا ہاتھ بلند کرتے اور سب کے سلام کا جواب دیتے۔ نوجوان خواتین اور بچیاں اپنے ہاتھ میں کیمرے لئے مسلسل حضور انور کی تصاویر کھینچ رہی تھیں۔ سینکڑوں کیمرے تھے جو قادیان کے گلی کوچوں میں چلتے ہوئے حضور انور کے لمحہ لمحہ کو محفوظ کر رہے تھے۔

فیملی ملاقاتیں

بہشتی مقبرہ سے واپسی پر پانچ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج بنگلہ دیش کے علاوہ ہندوستان کی 12 جماعتوں Asnoor، Shimoga، uderabad، Ukara، Colcata، Rajisthan، Bhadrak، Charkot، Kalaban، Markara، Kardapalli، Bharat Pur اور پاکستان کی دس جماعتوں ربوہ، بہاولپور، شیخوپور، ساہیوال، اسلام آباد، سندھ، لاہور، گوجرانوالہ، مریدکے اور راہوالی سے آنے والے 25 خاندانوں کے 294 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام سات بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

اخبارات میں کوریج

آج بھی اخبارات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر قادیان اور پروگراموں کے بارہ میں خبریں شائع کیں۔

❁......روزنامہ ہندوستان ٹائمز (Hindustan Times) نے اپنی 19/دسمبر 2005ء کی اشاعت میں ایس ایس پی بٹالہ کی کتاب کی تقریب رونمائی کی رپورٹ شائع کی۔

❁......روزنامہ 'ہند سماچار جالندھر' نے اپنی 19/دسمبر 2005ء کی اشاعت میں قادیان اور گرد ونواح سے آنے والے معزز مہمانوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کی تفصیلی رپورٹ شائع کی اور ان میں سے بعض سرکردہ مہمانوں کی حضور انور کے ساتھ تصاویر بھی شائع کیں۔

اس اخبار نے تفصیلی خبر دیتے ہوئے لکھا کہ:

''جماعت احمدیہ کے روحانی خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد جو آج کل بھارت آئے ہوئے ہیں سے ملاقات کرنے کے لئے قادیان کے ایم ایل اے (MLA) و چیئرمین پنجاب پروموشن کنٹرول بورڈ شری ترپت راجندر سنگھ باجوہ، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اردومن جیت سنگھ سدھو، پنجاب کسان وکھیت مزدور کے جنرل سیکرٹری بلوندر سنگھ باجوہ، سابق کیبنٹ منتری پنجاب سیوا سنگھ سیکھواں، شرومنی یوتھ اکالی دل بادل کے ضلع جنرل سیکرٹری شری نریندر سنگھ سیکھواں، یادوندر سنگھ بٹر، قادیان شرومنی اکالی دل پردھان سجن سنگھ، نیشنل ایوارڈ ڈی ومبر گورونانک دیو یونیورسٹی شری منوہر لال شرما، سابق پردھان نگر کونسل حکیم سورن سنگھ، نونیت جیولرز ربابا آیا سنگھ، ریاڑکی کالج

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں